تزکیہ نفس میں شکر کا کردار











بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

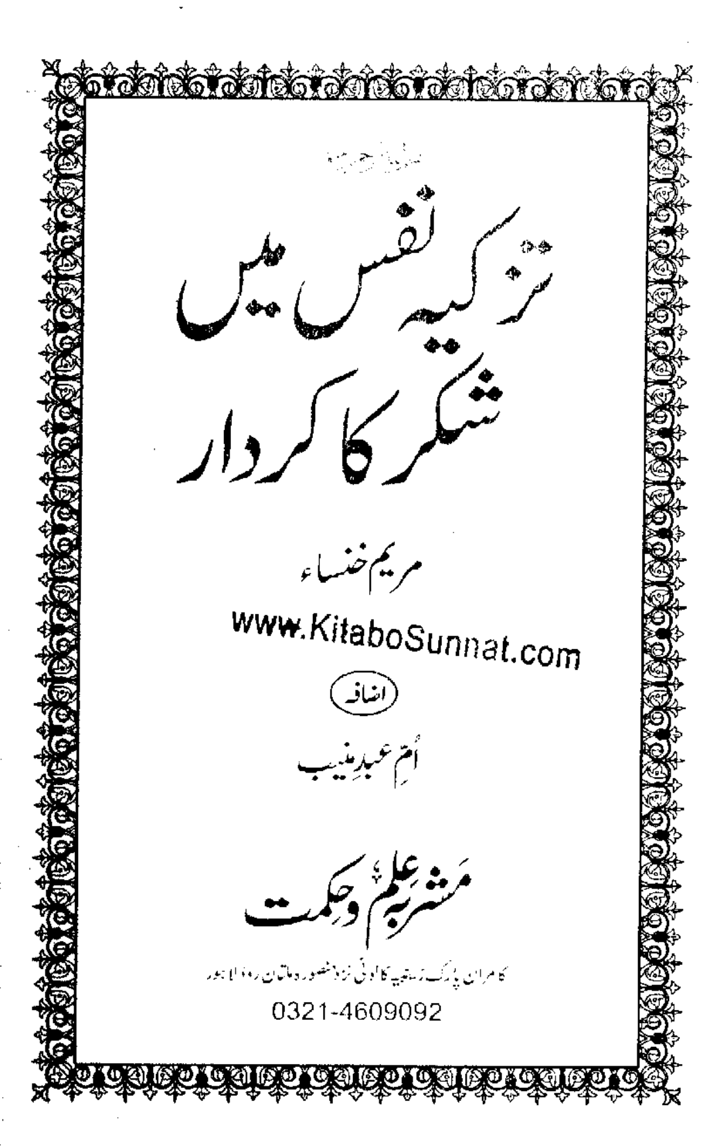
☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com



تزکیہ نفس میں شکر کا کردار

مریم خنساء

www.KitaboSunnat.com

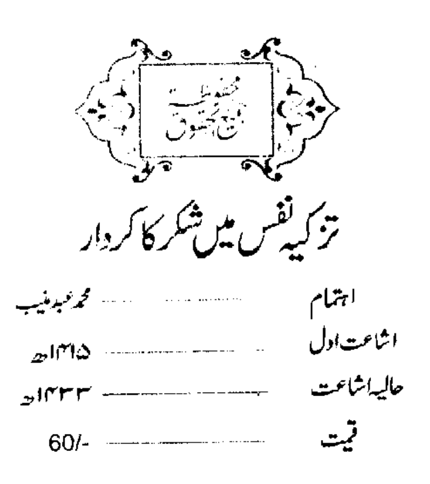
اضافہ

اُمِ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت

کامران پارک رحمانیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور

0321-4609092



تزکیہ نفس میں شکر کا کردار

اہتمام .... محمد عبد منیب

اشاعت اول ۱۴۱۵ھ

حالیہ اشاعت ۱۴۳۳ھ

قیمت 60/-

برائے رابطہ: حافظ مستغفر الرحمٰن فون:0321-4213089

☆ دار الکتب السلفیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37008768
Cell: 0333-4334804

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون:0300-5148847

البلاغ

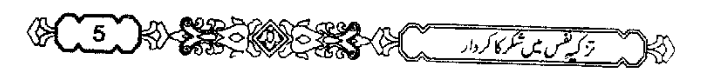
اوورگراؤنڈ لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ لاہور
042-35717842-3,0300-8880450

شالیمار سینٹر F-8 مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050

6GL نیو لبرٹی ٹاور بالمقابل پیس ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور
042-35942233,35942277,0300-6112240

عدنان پلازہ، سواں روڈ G-10 مرکز اسلام آباد
051-2224146-7,0300-5205060

فہرست



حرفِ تشکّر

محترم قارئین! اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جس کام کو بھی کرنے کی ہدایات دی ہیں ان کی تعمیل کرنے میں ہماری ہی بھلائی ہے۔ جس کام سے روکا ہے اس سے رک جانے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ یہ وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس کی گواہی ہر لحہ ہم سب کا مشاہدہ تجربہ اور نتائج کا تسلسل دے رہا ہے۔ ہمیں تاکید کے ساتھ ہدایت دی گئی ہے کہ تمہارے ساتھ جو شخص بھی اچھا سلوک کرے تو تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس کے احسان اور اس کی مہربانی کا اعتراف کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صُنِعَ اِلَیْهِ مَعْرُوْف فَلْیُجْزِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ مَا یَجزه' فَلْیُثْنِ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ اِذَا ثنی عَلَیْهِ فَقَدْ شَکَرَهٗ فَاِنْ کَتَمَهٗ فَقَدْ کَفَرَه. (ترمذی)

''جس شخص پر کسی نے احسان کیا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے محسن کو جزا دے اور اگر ایسی چیز پاس نہ ہو جو نیکی کا بدل ہو تو اس کی تعریف کرے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا اس کے احسان کو چھپا لیا تو اس نے ناشکری کی۔''

ہمارے نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک اور ہدایت بھی فرمائی۔ جو بڑے ہی مختصر الفاظ میں ہے لیکن معنی میں اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا مجھ جیسے کم علم کے

بس کی بات نہیں۔ ارشاد ہے:

مَنْ اتی اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَکَافُوْہُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَادْعُوْا لَہٗ.

(صحیح ابوداؤد)

"جب تم میں سے کوئی نیکی کرے تو تم اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دو (اس معیار کی نیکی کرو احسان کرو) اگر خود میں اتنی قوت نہ پاؤ تو اس (نیکی کرنے والے) کے لیے دعا کرو۔"

اب اس سے پہلے کہ میں "تزکیہ نفس میں شکریہ کا کردار" کے بارے میں کچھ اور عرض کروں مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں اس ذات اعلیٰ و اکبر، اللہ کریم و رحیم کی بے حد حمد و ثنا کروں، سر بسجود شکر ادا کروں جس نے میری لختِ جگر کے دل و دماغ، عقل و شعور کو قرآن حکیم اور احکامات نبی الکریم کی تعلیمات کے نور سے منور فرمایا۔ پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے ارادوں سے نوازا۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم کہ اسے اس نورانی تعلیم کو الفاظ کی قطاروں میں سجا کر اپنی بہنوں، ماؤں، بھائیوں اور بزرگوں کی خدمت پیش کرنے کی صلاحیت بخشی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ شُکْرًا کَثِیْرًا

اس کے بعد مجھ پر اس رئیس الصفات، جامع الحسنات ہستی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شکریہ بھی بصورت صلوٰۃ و سلام ادا کرنا ضروری ہے جس کی ذاتِ اقدس نے اپنی سعیِ کامل سے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو پوری دیانت و امانت کے ساتھ ساری دنیا کے جن و انس تک پہنچا کر منصب رسالت و نبوت کا حق ادا فرمایا۔

اے اللہ جل شانہٗ ان پر اتنی بار صلوٰۃ وسلام اور تحیۃ والاِ کرام ہو جتنی آپ نے اس ارض وسما میں مخلوق پیدا فرمائی اور قیامت تک پیدا فرمانے والے ہیں۔

مجھ پر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے جن کی مسلسل قربانیوں، شہادتوں اور خلوصِ عمل نے علم النور قرآن وحدیث کے سراج منیر کی شعاعوں کو ایسی لازوال تابندگی بخشی کہ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اے اللہ جل شانہٗ ان سب کے درجات جنت میں اور بلند فرمائیے۔

مولفہ اپنے منتخب موضوع کے مرکزی خیال کے اظہار میں علمی نقطۂ نگاہ سے کتنا حق ادا کر سکی ہیں؟ مجھے اس حوالہ سے تشنگی کا احساس ہے ان شاء اللہ نقشِ ثانی اس سے بہتر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود التجا ہے کہ وہ اس کی کوشش کو قبول فرمائیں، مزید توفیقِ امر بالمعروف سے نوازیں اور شکر ادا کرنے کے احساس پر دستک دینے والی تحریر کو شرفِ قبولیت بخشیں۔ آمین ثم آمین

فقیرِ بارگاہ الٰہ العالمین

محمد مسعود عبدہٗ: ۱۴۱۷ھ

○✦○✦○



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنِ وضاحت

زیرِ نظر کتابچہ مریم خنساء نے تقریباً چودہ سال قبل بہن یاسمین حمید کے ایماء پر لکھا جسے انہوں نے تحریک اسلامی کے سب سے پہلے اجتماع میں پڑھ کر سنایا۔ اس وقت مرتبہ نے محدود وقت کے باعث اختصار پیشِ نظر رکھا، بعد ازاں یہ کتابچہ مرتبہ کی زندگی ہی میں شائع بھی ہوا۔

اس کی دوسری اشاعت میں تاخیر کا باعث یہ امر تھا کہ اس اہم موضوع کو جامع اور مزید نفع کا حامل بنایا جائے۔ الحمدللہ! اللہ کی توفیق سے اب اس میں اس قدر اضافہ کیا گیا ہے کہ اس کی ضخامت اصل مضمون کی نسبت تین گنا بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قارئین کے لیے نافع اور مرتبہ رحمہا اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین!

ام عبد منیب ذوالحجہ: ۱۴۳۲



تزکیہ نفس سے مراد

عربی میں تزکیہ کا مفہوم ہے نشو ونما دینا، بڑھانا، افزائش کرنا، فروغ دینا، کسی چیز کو آلودگی سے صاف کرنا، خوب صورت اور عمدہ بنانا، اصلاح کرنا۔

اسلامی شریعت کی اصطلاح میں تزکیہ کا مطلب ہے اپنے نفس کو ان ممنوع، معیوب اور مکروہ امور سے پاک صاف رکھنا جنہیں قرآن وسنت میں ممنوع، معیوب اور مکروہ کہا گیا ہے۔

گویا نفس کو گناہ اور عیب دار کاموں کی آلودگی سے پاک صاف کر لینا اور اسے قرآن وسنت کی روشنی میں محمود و محبوب اور خوب صورت خیالات و امور سے آراستہ رکھنا۔

قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد ہمارے نفس کے تمام داخلی و خارجی عوامل کو صحت مند اور ابدی حیات بخش عناصر سے بہرہ مند کرنا ہے۔ ہمارے دین میں نفس کے داخلی عوامل کی تندرستی ہی پر خارجی عوامل کی تندرستی کا انحصار ہے:۔

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ.

''خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب اس کی اصلاح ہو

گئی تو سارے جسم کی اصلاح ہو گئی اور جب وہ بگاڑ کا شکار ہو گیا تو سارا جسم بگڑ گیا۔ جان لو یہ دل ہے۔'' (بخاری، مسلم:۵۹۹)

مہبطِ وحی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والے یہ الفاظ قرآن حکیم میں نفسِ انسانی کی اصلاح کے حوالے سے وارد شدہ ان ارشادات کی تفسیر ہیں جن میں نفسِ انسانی کے تزکیے کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بہت اہم امور کے لیے بھیجا ان میں سے ایک تزکیہ نفس بھی ہے، نبی اکرم ﷺ کے متعلق ارشاد ہے:

رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ . (آل عمران:۱۶۴)

''خود انہی میں سے ایک ایسا رسول جو اللہ کی آیات انہیں سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر نوعِ انسانی کی اصلاح کے حوالے سے جو اہم ذمہ داری ڈالی گئی اس کے چار پہلو ہیں:

(۱) تلاوتِ آیات
(۲) تعلیمِ کتاب
(۳) تعلیمِ حکمت
(۴) تزکیہ انسانی

قرآن حکیم میں یہی مضمون چار مختلف مقامات پر آیا ہے جن میں ترتیب

مختلف ہے لیکن ذمہ داریاں یہی دہرائی گئی ہیں۔

اس آیت سے یہ پتا چلتا ہے کہ تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کا منطقی نتیجہ تزکیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی کوشش کے علاوہ انسان کے اندر بھی نفس کو سدھارنے والے عوامل اور نفس کو بگاڑنے والے عوامل کی پہچان رکھ دی ہے۔

سورہ شمس میں ارشادِ ربانی ہے:

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا. وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا. فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا. قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس:٦ تا ٩)

"اور (قسم) نفسِ (انسانی) کی اور اسے درست کرنے کی، پس ہم نے اسے برائی اور نیکی کی سمجھ بوجھ عطا کی، بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسے (نفس کو) پاک کر لیا اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے اسے (نفس کو) مٹی میں ملا (کر ذلیل کر) دیا۔"

گویا اللہ تعالیٰ نے نفسِ انسانی کے تزکیہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل فسق و فجور اور تزکیے کی اساس تقویٰ کا شعور انسان کو عطا کر دیا۔ اب اگر اس نے اپنی سوجھ بوجھ کو استعمال کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کر لیا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے راہنمائی حاصل کر لی اور راہنمائی کے مطابق راہِ عمل اختیار کی تو اس دنیا میں ضمنی اور آخرت میں دائمی کامیابی سے ہم کنار ہو گیا۔

تزکیہ نفس کے حصول کے لیے قرآن وحدیث میں وارد بہت سے امور کا

اختیار کرنا اور بہت سے امور کا ترک کرنا ضروری ہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

ایمان بالغیب، تقویٰ، اخلاص، توکل، صدق، صبر وشکر، تحمل، عفت، حیا، دیانت، حفظِ نگاہ، قیامِ صلوٰۃ، انفاق، کثرتِ ذکر، استغفار، وغیرہ پر کار بند ہونا۔

نیز درجِ ذیل امور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے ورنہ نفس کا تزکیہ نہیں ہو سکے گا:

کفرانِ نعمت، دنائت، کذب، شرک، تکبر، عجب، غیبت، حسد، کینہ، بد نظری، حرام خوری وغیرہ۔

آیئے غور کریں کہ شکر کا کردار ہمیں تزکیہِ نفس کی اساس تقویٰ کے اس مقام پر پہنچنے میں کتنی مدد دیتا ہے، جہاں پہنچ کر ہم اللہ تعالیٰ سے کامیابی کا اعزاز پا سکیں۔

شکر کا لغوی مفہوم:

لغوی اعتبار سے یہ لفظ کُشر سے مقلوب ہے جس کا مطلب ہے کھولنا نیز یہ کفر کی ضِد ہے جس کا مطلب ہے چھپانا۔ بعض ائمہ لغت کے خیال میں ''شکر'' کی اصل ''عین شکری'' ہے جس کا مطلب پانی سے ہر وقت بھرا چشمہ ہے۔ گویا اپنے منعم کے انعامات کے ذکر سے اوقات کو پُر رکھنے اور عاجزی سے اس کا اقرار کرنے کا نام شکر ہے۔ بہرحال یہ ''کشر'' سے مقلوب ہو یا ''عین شکری'' سے مشتق...... قرآن واحادیث میں مذکور اس کے متعدد پہلو ان دونوں معانی پر پوری طرح منطبق ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ تقریباً ۸۱ جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

شریعت میں شکر سے مراد:

شکر کا مطلب ہے قدر دانی کرنا۔ جب کوئی نعمت ملے چاہے وہ حِسّی ہو جیسے

مال، اولاد، صحت، علم وغیرہ اور چاہے غیر حسّی مثلاً ایمان، حق گوئی، حیا، حلم، صبر وغیرہ، ان سب نعمتوں کے ملنے پر منعم کا ادب بجالانا، اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنا، اس کی نعمتوں کو مناسب جگہ استعمال کرنا اوران کی حفاظت کرنا، منعم کو یادرکھنا، منعم کی اطاعت کرنا، منعم سے محبت کرنا، منعم کے سامنے عاجزی اختیار کرنا اور یہ امید رکھنا کہ وہ مزید عطا کرے گا، اس کی خوشنودی کا خیال رکھنا، تھوڑے کوزیادہ سمجھنا، منعم سے حیا کرنا، اس کی عطا کردہ نعمت میں نقص نہ نکالنا اوران نعمتوں کے ملنے پر احساسِ تشکّر سے دل کا لبریز ہو جانا بھی شکر کہلاتا ہے۔ نیز ان نعمتوں میں کچھ کمی آجائے یا کوئی رنج یا تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرنا بھی شکر ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: منہاج القاصدین از امام ابنِ جوزی)

یہی وجہ ہے کہ لفظ صبر اور شکر دونوں جڑواں صفت کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں اور جو شخص ان صفات کا حامل ہو اسے صابر و شاکر کہا جاتا ہے۔

شکر کا مطلب جزا اور صلہ بھی ہے، جیسا کہ ربّ کریم نے اہلِ ایمان کی صفت بھوکے کو کھانا کھلانے کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں بتائی:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا.

(الدہر:۹)

”بے شک ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی جزا یا بدلہ (کھانا کھلانے کے عوض) نہیں چاہتے۔“



شکر صفتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی اپنی ذات کی طرح لاشریک ہے۔ البتہ اس نے اپنی صفات کے لیے جو نام قرآن حکیم اور حدیث میں وارد کیے ہیں ان میں سے بعض صفاتی نام کسی اور مخلوق کے لیے قطعی نہیں رکھے جا سکتے مثلاً حی، قیوم، رحمان۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات ایسی ہیں جن کی نقل کرنا یا انہیں اختیار کرنا بندے کے لیے شرک جیسا بدترین اور ناقابلِ معافی جرم ہے مثلاً تصویر بنانے والوں کی وعید میں اللہ نے فرمایا:

''ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے لگتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ (چیونٹی) ہی پیدا کر کے دکھا دیں یا غلے کا ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر دیں۔'' (بخاری:۵۹۵۳۔ مسلم:۲۱۱۱)

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے کہ وہ اس کے مومن بندے میں بھی ہوں مثلاً عفو، تحمل، سخاوت، ستر العیوب، رحم، شفقت، شکر وغیرہ۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا روایت کی گئی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

(ابن ماجہ:۳۸۵۰۔ ترمذی:۳۵۱۳)

''اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو مجھے بھی معاف کردے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ تَعْفُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى. (البقرہ:۲۳۷)

''اور اگر تم معاف کردو تو یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔''

چنانچہ شکر بھی ان اہم صفات میں سے ہے جو اللہ نے اپنے لیے بھی پسند کی اور یہ چاہا کہ بندے بھی شکر کا رویہ اختیار کریں لیکن خالق اور مخلوق میں موجود عظیم تفاوت کی بنا پر معنی میں ایک بڑا فرق ضرور پایا جاتا ہے۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو تو اس سے مراد مومنوں کے اعمالِ حسنہ کی قدر دانی اور ان کے وہم و گمان سے بھی زیادہ نوازنے کے ہیں، جب کہ انسان کسی کے احسان کے بدلے میں صرف شکریہ یا دعا ہی کا محدود بدلہ دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم الشان صفت کے اظہار کے لیے شاکر اور شکور کا لفظ استعمال کیا لیکن صرف شاکر اور شکور نہیں بلکہ ان کے ساتھ غفور، حلیم اور علیم کا بھی اضافہ کیا۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں مروہ اور صفا کی سعی کے وجوب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ. (البقرہ:۱۵۸)

''جو کوئی (جذبہ) اطاعت کے ساتھ بھلائی کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ قدر دان اور جاننے والا ہے۔''

سورہ نساء میں فرمایا:

اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا.

"اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ شاکر و علیم ہے۔" (النساء:۱۴۷)

اور ایک جگہ فرمایا:

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ.

"تا کہ وہ انہیں پورا پورا اجر دے اور انہیں اپنے فضل سے مزید نوازے بے شک وہ بخشنے والا قدر دان ہے۔" (الفاطر:۳۰)

سورہ فاطر میں اہل جنت کے متعلق فرمایا کہ وہ اللہ کی حمد کریں گے اور کہیں گے:

اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ. (الفاطر:۳۴)

"بے شک ہمارا رب بخشنے والا، قدر دان ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

يُضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ. (التغابن:۱۷)

"تا کہ وہ تمہیں دگنا اجر دے اور تمہاری مغفرت کرے اور اللہ شکور (قدر دان) اور حلیم (بردبار) ہے۔"

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْلَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ.

(الشوریٰ:۲۳)

"اور جو شخص نیکی کرے گا ہم اس میں خوبی اور زیادہ کر دیں گے بے شک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے۔"

ان تمام آیات کے سیاق سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت، مغفرت، اجر سے نوازنے، فضل عطا کرنے، ایمان لانے جیسی صفات کا ذکر کرنے کے بعد اپنی ان صفات کا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ چوں کہ نیت سے بھی واقف ہے اس لیے یہ اسی کا حق ہے کہ وہ عمل کرنے والے کے عمل کے ساتھ ساتھ اس کی نیت اور اخلاص کی قدر و قیمت بھی متعین کرے اور اس کی جزا دے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیتوں اور ان کے پوشیدہ اعمال کے حوالے سے بھی قدر دانی کا معاملہ کرے گا۔

قاضی حلیمی شاکر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شاکر کا معنی ہے جو اپنے اطاعت گزار بندوں کا قدر دان ہو، اطاعت کی بنا پر ان کی تعریف بھی کرتا ہو اور انہیں بے پایاں فضل وعنایات سے بھی نوازتا ہو۔

شکور کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا ممدوح جو اپنی حمد وثنا اور اطاعت کرنے والوں کو مسلسل قدر واعتراف سے نوازے، چاہے یہ اطاعت کم تر درجہ کی ہو یا اعلیٰ درجے کی۔

امام خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وہ ذات جو معمولی اطاعت کی بھی قدر کرے اور زیادہ ثواب دے، انعامات کی تو بارش کرے لیکن تھوڑی عبادت پر راضی ہو جائے، چھوٹی چھوٹی اچھائیوں کی بھی قدر کر کے زیادہ اجر عطا کرے تا کہ بندوں کو بڑی بڑی نیکیوں کا شوق پیدا ہو اور ان کے کرنے کی توفیق ملے۔

(دیکھیے وسیع الصفات اللہ، مشربہ علم وحکمت)





شکر شیوہ انبیاء

شکر ایک مومن کی صفات وعادات میں سے بنیادی صفات ہے۔ یہی صفت ایک مومن کو اصل مومن اور ایک بندے کو بہترین بندہ بناتی ہے۔ انبیائے کرام چوں کہ انسانوں میں سے چیدہ اور برگزیدہ انسان ہوتے ہیں اس لیے ان میں تمام مومنانہ صفات مکمل طور پر موجود ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں شکر کا انبیاء کی صفت کے حوالے سے اکثر ذکر ملتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ. (النحل:۱۲۱)

''اس کی نعمتوں کے (ابراہیم) شکر گزار تھے، اللہ نے ان کو برگزیدہ کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔''

آلِ داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ. (السبا:۱۳)

''اے آلِ داؤد عمل کرو (شکر کے طریقے پر) میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔''

سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے جنہیں شکر بالعمل کرنے کا خاص حکم ہوا

تھا چنانچہ عظیم الشان سلطنت کے فرمان روا ہونے کے باوجود آپ کی زندگی مسلسل شکر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ جب ملکہ سبا کا تخت اللہ کے خاص فضل سے پلک جھپکنے میں آپ کے پاس پہنچ گیا تو فوراً آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے:

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيْمٌ . (النمل:۴۰)

"یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے ورنہ اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔"

ایک اور موقع پر آپ دعا فرماتے ہیں:

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ . (النمل:۱۹)

"اے رب مجھے اس پر مداومت دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے (اعلیٰ درجے کے) نیک بندوں میں داخل کیجیے۔"

موسیٰ علیہ السلام پر آغازِ پیدائش سے آخر دم تک بے شمار آزمائشیں آئیں لیکن اس کے باوجود وہ شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثابت قدم رہے اور اپنے کام کو

ادھورا نہیں چھوڑا اور نہ ہی بے صبری دکھائی اور نہ ہی کبھی اپنے عمل وقول سے ناشکری کا اظہار ہونے دیا۔ انہیں بطورِ خاص اللہ نے فرمایا:

قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ. (الاعراف:۱۴۴)

''اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ تو میرا پیغام پہنچائے اور مجھ سے ہم کلام ہو پس جو کچھ میں تجھے دوں اسے لے لے اور میرا شکر بجالا۔''

رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات جو خلقِ عظیم کی حامل ہے وہ راتوں کو طویل قیام وسجود کرتے اور رب کے حضور مناجات میں اپنا وقت گزارتے۔ ایک بار ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کیا کہ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں پھر بھی اس قدر ذکر وعبادت کیوں؟ فرمایا:

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا. (بخاری:۱۱۳۰۔ مسلم:۲۸۱۹۔ ابنِ حبان:۳۱۱)

''کیا میں اپنے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''





شکر صفتِ عباد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

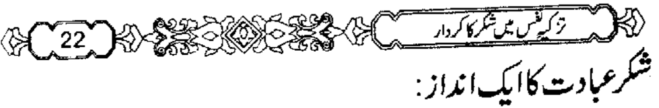
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا. اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا. (الدہر:۲)

''ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض سے ہم نے اس کو سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ہم نے اس کی صحیح راہ کی راہنمائی بھی کرائی۔اب خواہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافتِ ارضی کا منصب سونپ کر اس کو محدود مدّت کے لیے اختیار دیئے ہیں۔جن کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا اعتراف کرتے ہوئے شکر گزاری اور احسان شناسی کا رویّہ اختیار کرے،اس کی نشان دہی قرآنِ مجید کی درج ذیل آیت سے ہوتی ہے:

اَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْنَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ. (الاعراف:۱۰۰)

''اور ہم نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس میں تمہارے لیے سامانِ معیشت پیدا کیے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔''



شکر عبادت کا ایک انداز:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے جو انداز اور عملی مظاہر سکھائے مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صومِ رمضان نیز عبادت کے قلبی اندزا، مثلاً انابت، توکل، قناعت، صبر، استقامت، دعا، محبت، خوف، رجا وغیرہ شکر ان میں سے ایک ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رزقِ طیب کے کھانے کا حکم دینے کے بعد فرمایا:

وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (البقرہ:۱۷۲)

"اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔"

وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (النحل:۱۱۴)

"اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔"

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. (العنکبوت:۱۷)

"اور اس کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔"

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ (السبا:۱۵)

"کھاؤ اپنے رب کے رزق میں سے اور اس کا شکر ادا کرو۔"

چوں کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے اس لیے وہ انسان کو اپنے رب کا بندہ بننے سے روکنے کے لیے پورا پورا زور لگاتا ہے۔ شیطان نے جب اللہ کی نافرمانی کی، آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے آدم کی دشمنی کرتے ہوئے درج ذیل ارادے کا اظہار کیا:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ. ثُمَّ

لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ . (الاعراف:۱۶،۱۷)

''شیطان نے کہا کہ مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا، پھر ان کے آگے سے پیچھے سے اور دائیں بائیں سے (غرض) ہر طرف سے آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شکر گزار دیکھنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے بار بار اپنی عبادت کے دیگر انداز و اظہار کے علاوہ شکر کرنے کی بھی تلقین کی اور اپنے شکر گزار بندوں کا ذکر بڑی محبت اور فخر کے ساتھ کیا ہے۔ جو لوگ نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے ان کے متعلق فرمایا:

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا. (بنی اسرائیل:۳)

''ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔''





ادائے شکر کے انداز

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجا لانے کے تین انداز ہیں اور تینوں ہی کو اپنانا لازم ہے:

(۱) شکر بالقلب یعنی دل سے شکر ادا کرنا اور یہی شکرِ نعمت کی اصل ہے۔ دل کا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا احساس سے معمور رہنا اور اسے صبر، ایمان، توکل، غنا، اخلاص، ارادۂ عبادت و اطاعت اور تمام مخلوقات کی ہمدردی و خیر خواہی سے آباد رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دل میں جس قدر زیادہ استحضار رکھا جائے، ایک ایک نعمت کے ذکر سے دل کی رگوں کو معطر کیا جائے اسی قدر زیادہ شکرِ نعمت ادا کرنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ جو دل اللہ کی نعمتوں کے استحضار سے خالی ہوتا ہے، اس صاحبِ دل کے اعضاء و جوارح اور زبان بھی شکرِ نعمت کا حق ادا کرنے کے احساس سے بے گانہ رہتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے:

''بے شک وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دیجیے۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر مال میں سے کون سی چیز جمع کی جا سکتی ہے؟ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان اور اہلِ ایمان بیوی۔

(ابنِ ماجہ: ۱۸۵۶۔ ترمذی: ۳۰۹۴)

(۲) شکر باللسان یعنی زبان سے شکر ادا کرنا۔ زبان سے ہمیشہ ایسے الفاظ خوشی، مسرت اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں جن سے یہ پتا چلے کہ بندہ اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کے جھرمٹ میں زندگی گزار رہا ہے۔ اسے نہ تو اپنے رب سے یہ شکایت ہے کہ ا سے فلاں چیز نہیں دی گئی اور نہ ہی وہ مخلوق کے سامنے اظہار کرتا ہے کہ اس کے پاس تو فلاں فلاں نعمت ہے ہی نہیں اور وہ اس نعمت کے نہ ہونے کی وجہ سے بڑا بد نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تمجید پر مشتمل کلمات وردِ زبان رہنا زبان سے شکر گزاری ہی کا انداز ہے۔

نماز ادا کرنا، اوراد واذکار کا وردِ زباں رہنا، تلاوت میں زباں کا مشغول رہنا یہ سب بھی شکر باللسان کی ہی شکلیں ہیں۔

(۳) شکر بالعمل یعنی اپنے عمل کے ذریعے شکر بجالانا۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اسی منعمِ حقیقی کی ہدایات کے مطابق استعمال کرنا شکر بالعمل کہلاتا ہے۔ مثلاً آنکھ اللہ کے حلال کردہ امور کو دیکھنے اور آیاتِ الٰہیہ کو دیکھ کر غور وفکر کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اگر اس سے ممنوع چیزوں کو دیکھنے کا کام لیں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ مثلاً نامحرموں کو دیکھنا، فحش مناظر اور تصاویر دیکھنا وغیرہ۔

سکے، درہم ودینار اور اب کاغذی کرنسی اس لیے ہیں کہ ان سے ناگزیر

ضروریاتِ زندگی حاصل کی جائیں اور اس کے بعد جو کچھ باقی بچے اسے دوسرے لوگوں کو ضروریات مہیا کرنے پر خرچ کیا جائے۔ جس شخص نے انہیں سمیٹ سمیٹ کر رکھا، ضرورت پڑنے پر خرچ نہ کیا اس نے ناشکری کی، جس نے ان کو گھر کی زینت کے لیے استعمال کیا یا نوٹوں کے ہار بنا کر گلے میں پہن لیے اس نے اس نعمت کی ناشکری کی، جس نے حرام امور پر یہ خرچ کر دیا اس نے بھی ناشکری کی لہٰذا درہم، سکے، کرنسی، سونا چاندی مال کی ان تمام شکلوں کا حقِ شکر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن حکیم اور احادیث سے ان کے درست استعمال کا علم حاصل کیا جائے۔ (ماخوذ از منہاج القاصدین از امام ابنِ جوزی)

ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسان کی دونوں آنکھوں، کانوں، ہاتھوں، پیٹ اور شرم گاہ پر شکر واجب ہے۔ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ جب ان کے ذریعے بھلائی دیکھو تو اس کا اعلان کرو اور برائی دیکھو تو اسے چھپا دو، اور کانوں کا شکر یہ یہ ہے کہ اگر ان سے خیر و بھلائی کی بات سنو تو اسے یاد رکھو اور اگر کوئی بے ہودہ بات سنو تو اسے دفع کر دو۔ ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ ان کے ذریعے کوئی ناجائز چیز نہ پکڑو اور ان میں اللہ کا حق نہ روکو۔ پیٹ کا شکریہ یہ ہے کہ اس کے نیچے کھانا اور اوپر علم ہو۔ شرم گاہ کا شکر یہ ہے کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ سے اس کی حفاظت کی جائے اور قدموں کا شکر یہ ہے کہ اگر تم کسی قابلِ رشک میت کو جان لو تو اس جیسے اعمال میں انہیں استعمال کرو اور اگر کسی میت پر تم ناراض ہو (اس کے برے اعمال کی وجہ سے) تو اس جیسے اعمال سے بچو۔ (الفوائد، ج دوم، ص: ۱۶۴)

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک بھائی سے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے تو انہوں نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا کہوں سوائے اس کے کہ بندے کو حمد اور استغفار سے ہرگز نہیں اکتانا چاہیے کیوں کہ بندہ ہمیشہ گناہ اور نعمت کے درمیان ہوتا ہے اور نعمت حمد و شکر کے بغیر درست نہیں ہوتی جب کہ گناہ کی اصلاح استغفار و توبہ کے بغیر نہیں ہوتی۔

(الفوائد ج دوم، ص:۱۶۶ از مولانا امین اللہ پشاوری)

ابن قیم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے بندوں پر دو قسم کے حقوق ہیں جو کبھی ان سے جدا نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کہ جو بندوں پر اللہ کا حق ہیں اور دوسرا اللہ کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔

(الفوائد، ج دوم، ص:۱۶۹ از مولانا امین اللہ پشاوری)

علماء نے درج ذیل چیزوں کو شکر میں شامل کیا ہے:

(۱) اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا

(۲) نعمت ملنے پر اللہ کی تعریف کرنا

(۳) کثرتِ سجود، نماز اور دیگر اعمالِ صالحہ کے ذریعے اللہ کی عبادت کرنا

(۴) ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنا

(۵) ہر نئی نعمت پر اللہ کے لیے تواضع اختیار کرنا

(۶) اگر وہ نعمت لوگوں کے ذریعے ملی ہے تو اللہ کے شکر کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی شکر ادا کرنا

(۷) دین کے معاملے میں اپنے سے برتر اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھنا

(۸) نعمت کا اظہار کرنا اور اس کا تذکرہ کرنا

(۹) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچاننے میں کوتاہی کا اعتراف کرنا

(۱۰) اس بات کا اعتراف کہ یہ تمام نعمتیں اللہ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہیں ورنہ میں انتہائی کمزور و حقیر اس کا حقدار کہاں؟

(۱۱) ہر حال میں راضی برضا رہنا اور آزمائشوں پر اعتراض نہ کرنا

(۱۲) اللہ سے شدید محبت کرنا

(۱۳) ہر نعمت کی نسبت اللہ کی طرف کرنا، چاہے کسی انسان کی وساطت ہی سے ملی ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے منہاج القاصدین از امام ابنِ جوزی)





مظاہرِ فطرت اور شکر

وسیع آسمان، ہر طرح کا تحفظ مہیا کرنے والی زمین، رات کو آسمان پر چمکنے والے ستارے، چاند اور دن کو نکلنے والا سورج، بادل، دریا، کشتیاں، نباتات، پھل، اناج، جانور، ان کا گوشت، انڈے، دھاتیں، آگ، پانی، ہوا غرض یہ سب نعمتیں دن رات انسان کی خدمت میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ربّ کریم نے قرآن حکیم میں ان نعمتوں کا ذکر کر کے انسان کو شکرِ نعمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ رات اور دن کے متعلق فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۔ (المومن:٦١)

”وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن کیا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔“

ایک اور جگہ پر اسی بات کو یوں بیان کیا:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۔ (الفرقان:٦٢)

''اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کے لیے ہیں جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے سمجھنے کی ہیں)۔''

وسیع و عمیق سمندروں کو پار کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات نہ تھی اگر رب رحمان اسے کشتی بنانا نہ سکھاتا اور کشتی میں پانی پر تیرنے کی صفت نہ رکھتا۔ اس نعمت کے سبب انسان ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے کی طرف سفر کرتا اور ضروریاتِ زندگی حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ. (لقمان:۳۱)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں بہتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔''

ہوا، بارش اور پھر اس سے اناج کے اگنے کے متعلق فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَ الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ. (الاعراف:۵۸)

''اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں، اس طرح ہم مردوں کو (زمین سے) زندہ کر کے باہر نکالیں گے (یہ بیان کیا جاتا ہے) اس لیے کہ تم نصیحت حاصل کرو جو زمین پاکیزہ ہے اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے اس طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لیے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ. وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ. وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (النحل:۱۲،۱۴)

''وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے چلتی ہے، یہ سب (اللہ کی نعمتیں)

اس لیے ہیں تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔''

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ. وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ. لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ.

(یٰس:۳۳تا۳۵)

''اور ایک نشانی ان کے لیے مردہ زمین ہے کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس میں سے اناج اگایا پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں۔ اور اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیے اور اس میں چشمے جاری کر دیے تا کہ یہ ان کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے تو ان کو نہیں بنایا تو پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو چوپاؤں کے متعلق یاد دلایا کہ ہم نے ان کو انسان کے قابو میں کر دیا ہے ان میں سے بعض سواری کے کام آتے ہیں اور بعض کھانے کے بھی کام آتے ہیں۔ پھر فرمایا:

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ. (یٰسین:۷۳)

''اور ان میں ان کے لیے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں کیا پس وہ شکر نہیں کرتے۔''

داؤد علیہ السلام کو زرہ کی صفت سکھانے اور لوہے کو پگھلا کر اس سے اسلحہ وسامان وغیرہ بنانے کی نعمت یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ. وَ

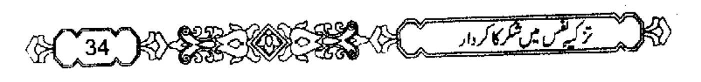
عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ.

(الانبیاء:۷۹۔۸۰)

''ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کر دیا وہ (ان کی تسبیح کے ساتھ) تسبیح کرتے اور پرندوں کو بھی اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے لیے سکھائی تاکہ وہ تم کو ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو کیا تم شکر کرو گے؟''

لوہے کی صنعت سے نوع انسانی جتنا فائدہ اٹھا رہی ہے شاید کسی اور دھات سے اتنا فائدہ آج تک نہیں اٹھایا گیا۔ ہر ایجاد اور ہر سامان اور نقل و حمل کے ذرائع اسی صنعت کے مرہونِ ہیں۔





اہلِ ایمان پر خصوصی احسانات اور شکر

بنی اسرائیل کی وہ ہزاروں افراد پر مشتمل جماعت جو موت سے بچنے کے لیے اپنے گھروں سے نکلی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے اثنائے سفر موت کی زد میں دے دیا اور پھر انہیں معجزانہ طور پر زندہ بھی کیا۔ بنی اسرائیل کو اس واقعہ کی یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ.

(البقرہ:۲۴۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے وہ ستر افراد جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہِ طور پر گئے تھے اور مطالبہ کیا تھا کہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بجلی گرا کر انہیں موت دے دی پھر انہیں زندہ کیا اس واقعے کے ضمن میں فرمایا:

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (البقرہ:۵۶)

''پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کر دیا شاید کہ تم شکر گزار بن

جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کو زندگی سے نوازا، شاید وہ اب شکر گزاری کر کے اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔

صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں کمزور بھی تھے اور تھوڑے بھی، ان پر کفار ہر طرح کے ظلم و ستم کرتے تھے، کوئلوں پر لٹانا، تپتی ریت پر گھسیٹنا، مارنا، طعن و تشنیع کرنا، یہاں تک شعب ابی طالب میں تین سال کے لیے قطعِ تعلق اور معاشی مقاطعہ بھی کیا گیا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے نبوت کے تیرہ سال بعد اس جاں گسل آزمائش سے مسلمانوں کو نکالا اور انہیں مدینہ منورہ جیسی محفوظ پناہ گاہ عطا کی نیز انصار جیسے مال و جان کا ایثار کرنے والے مددگار بھی عطا کیے۔ اللہ نے یہ نعمت یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (الانفال:۲۶)

"اور اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں تھوڑے تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں سو اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تا کہ (اس کا) شکر کرو۔"

ایک اور جگہ پر فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (آل عمران:۱۲۳)

''اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ نے تم کو بدر میں نصرت عطا کی حالاں کہ تم بے سروسامان تھے، پس اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر گزار رہو۔''

❀❀❀❀



نعمت ایمان اور شکر

انسان کے لیے دنیوی نعمتوں کے مقابلے میں نعمتِ ایمان اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، یہی وہ نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان مقامِ انسانیت اور مقامِ عبدیت کی معراج حاصل کرتا ہے، یہی وہ نعمت ہے جس کو پالینے کے بعد وہ دنیوی نعمتوں کے شکر کا بھی حق ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے، یہی وہ نعمت ہے جس کو پالینے کے بعد انسان اپنے انسانی رشتوں کے احسانات کا بھی شکریہ ادا کرنے کے احساسات اپنے اندر موجود پاتا ہے لہٰذا اس نعمت کو پالینے پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

ربِ واحد پر ایمان اور ایمان میں شامل دیگر تمام امور جن پر ایمان لانا رب کریم نے لازم قرار دیا ہے، ان پر ایمان کے تقاضوں کو سمجھنا اور جاننا ضروری ہے۔ ایمان کی بنیاد توحید ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّه' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه' (محمد:۱۹)

''پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

نیز فرمایا:

لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (القصص:۸۸)

"اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کومت پکارنا۔"

تزکیہ نفس کی خاطر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد اس میں کسی بھی قسم کے شرک کی آمیزش سے توحید کے چشمہ صافی کو پاک رکھا جائے۔ شرک جلی اور شرک خفی کے ہر پہلو کو غور سے سمجھا جائے تا کہ اس سے بچ سکیں۔

ربّ کریم کی ربوبیت اور الوہیت کا یہ تقاضا ہے کہ اعتراف نعمت کرتے ہوئے شکر کا رویہ اختیار کیا جائے۔ اللہ کے شاکر بندوں کی یہ صفت ہمیں انبیاء میں بدرجہ اتم نظر آتی ہے اور انہوں نے دعوتِ توحید دیتے ہوئے بھی شکرِ نعمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. (العنکبوت: ۱۶، ۱۷)

"تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور اس کے متعلق جھوٹی باتیں تراشتے ہو، تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو وہ تو تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم رزق اللہ کے ہاں سے تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو اور اسی کے ہاں لوٹ کر جانا ہے۔"

یوسف علیہ السلام نے جب قید خانے میں تبلیغ کی تو ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ شکر

کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرک سے اجتناب تھا، الفاظ یہ ہیں:

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ. یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. (یوسف:۳۸،۳۹)

''میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ پر ایمان نہیں لائے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں، اپنے آباء واجداد ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کا طریقہ اختیار کیا ہے ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں، در حقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر (کہ اس نے اپنے سوا ہمیں کسی کا بندہ نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے زنداں کے ساتھیو! خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔''

شرک ایک ایسا ممنوع فعل ہے جس کی موجودگی میں تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں چنانچہ رب کریم نے فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِیْنَ. (الزمر:٦٥،٦٦)

''تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے لہٰذا (اے نبی)

تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔"

شرک وہ گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ فرمانِ ربی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا. (النساء:۴۸)

"بے شک اللہ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیں گے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے لقمان علیہ السلام پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ. وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ. (لقمان:۱۲،۱۳)

"اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر کرے گا وہ اپنے لیے ہی شکر کرے گا اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے، جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔"

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر انبیاء سے بھی سرزد ہو تو ان کے اعمال اکارت جائیں اس لیے اس کا سمجھنا اور اس کی ہر محسوس اور غیر محسوس صورت کو جاننے کی کوشش کرنا اور وسوسے سے ہمہ وقت اپنے آپ کو بچائے رکھنا شاکرین کی بنیادی صفت ہے۔



اخلاصِ نیت اور شکر

ایمان کے بعد ہر کام کرنے سے پہلے اخلاصِ نیت لازم ہے۔ اخلاص سے مراد ہے، خالص اللہ کی رضا جوئی کے لیے کسی کام کا انجام دینا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ. (البینۃ:۵)

''اور نہیں ان کو حکم دیا گیا مگر یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کریں خالص اسی کے لیے اس کے دین کی، ادیانِ باطلہ سے یک سو ہو کر۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (بخاری:۱)

''بے شک اعمال نیتوں ہی کے ساتھ ہیں۔''

قرآن حکیم میں رب کریم نے نیت ہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ. (آل عمران:۱۴۵)

''جو کوئی دنیا میں بدلہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھے ہم اسے اسی میں سے دے

دیں گے اور جو کوئی آخرت میں بدلے کا ارادہ کرے ہم اسے وہی عطا کریں گے اور جلد ہی ہم شکر گزاروں کو جزا سے نوازیں گے۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کو چاہیے کہ وہ ہر کام کرتے ہوئے یہی نیت رکھیں کہ وہ اس کام کا اجر اور بدلہ آخرت میں حاصل کریں گے۔ دنیا کا بدلہ بہت قلیل لیکن آخرت کا بدلہ جتنا زیادہ خلوص ہوگا اتنا زیادہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

❀❀❀❀

قیامِ صلوٰۃ اور شکر

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھرپور، مکمل، پسندیدہ اور دن میں پانچ وقت ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض شکر بالعمل کا مظہر نماز ہے۔ چنانچہ فرمایا:

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ. (الزمر:٦٦)

''بلکہ اسی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔''

لقمان علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ. (لقمان)

''اے میرے بیٹے نماز قائم کر۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں بسایا تو یہ دعا کی:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ. رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَ مَا نُعْلِنُ وَ مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ. (ابراہیم:٣٧،٣٨)

''اے رب! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ پروردگار! یہ میں نے اس لیے کیا ہے

کہ یہ لوگ یہاں صلوٰۃ قائم کریں لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید یہ تیرے شکر گزار بنیں۔"

ان آیات سے پتا چلتا ہے کہ قیامِ صلوٰۃ واجباتِ دین اور ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ نیز یہ شکر بالقلب اور شکر بالعمل اور شکرِ باللّسان تینوں کا مظہر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں تمام عبادات میں سے نماز کا ذکر اور تاکید سب سے زیادہ کی گئی ہے۔

یاد رہے کہ قیامِ صلوٰۃ سے مراد مطلق نماز پڑھنا ہی نہیں بلکہ نماز کی عمارت کو اس کی تمام بنیادوں، ستونوں اور دیواروں کے ساتھ قائم کرنا ہے جن میں خشوع وخضوع، اخلاص، رضائے الٰہی کے حصول کی خواہش، دلی لگن اور مطالب ومفہوم کے پورے شعور کے ساتھ پڑھنا شامل ہے۔

نماز تو کوئی بھی پڑھ سکتا ہے لیکن نماز قائم کرنا صرف شاکرین کا وصف ہے۔ نماز میں اصل کیف تبھی پیدا ہو سکتا ہے جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس ہو۔ اس کی مہربانیوں کا پاس ہو اور اس کے جسم کا رواں رواں اللہ تعالیٰ کے اقتدار، عطا اور احسانوں کا معترف ہو ایسی نماز ہی انسان کو فحش ومنکر سے بچانے کا کام کر سکتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:۴۵)

"بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔"

قرآن مجید میں جا بجا قیامِ صلوٰۃ کو شاکرین کے وصف کی حیثیت سے

متعارف کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شاکرین کی صفات کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا. (الفرقان:۶۴)

''اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ شکر اور تزکیہ نفس کے حوالے سے جیسے جیسے انسان ترقی کے مدارج طے کرتا جاتا ہے صلوٰۃ کے ساتھ اس کی لگن میں اضافہ ہوتا جاتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا آیت میں شاکرین کو فرض کی ادائیگی کے علاوہ رات بھر جاگ کر نوافل ادا کرنے والا بتایا گیا ہے۔

رحمان کی عبادت سے روکنے کے لیے نیند شیطان کا ایک مؤثر ہتھیار ہے۔ دن بھر کی تھکاوٹ، نرم بستر اور پرسکون نیند کا جھانسا دیتے ہوئے وہ انسان کو تھپکیاں دے کر سلانے کی کوشش کرتا ہے لیکن شاکرین اللہ کی رحمت سے شیطان کی تمام وارداتوں کو ناکام بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عطا کی گئی نعمتوں اور صلاحیتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت سرگرم رہتے ہیں۔





ذکرِ الٰہی اور شکر

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا تلاوتِ قرآن کے بعد افضل عبادات میں سے ہے۔ تلاوت اور ذکر دونوں شکر بالقلب اور شکر باللسان کا مظہر ہیں۔ ذکر اظہار شکر کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ رب کریم نے فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ. (البقرہ:۱۵۲)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔''

معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کرنا دراصل شکر کرنے ہی کا ایک انداز ہے اور یہ شکرِ نعمت کا وہ انداز ہے جو بغیر کسی محنت کے اور بغیر کسی مالی انفاق کے ہر مفلس اور امیر چھوٹا اور بڑا اختیار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اطمینان وسکون کا یقینی ضامن ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد:۲۸)

''سن لو! اللہ کے ذکر ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

اور جس دل میں اللہ کے ذکر کا پودا لگا دیا جائے وہاں غیر اللہ کی محبت کے گزر کا امکان نہیں رہتا۔ ذکر الٰہی دل کی دنیا کو پاک، صاف اور معطر رکھتا ہے۔ ایک

مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر وقت ربّ کریم کو یاد رکھے اور اس کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرے، ذکرِ الٰہی سے ان شاء اللہ نفس بہت سی آفات اور گناہ کی آلودگیوں سے بچ جائے گا۔ اللہ کے ذکر کی بہت سی صورتیں ہیں:

(۱) مسنون اذکار اور دعائیں ہر وقت وردِ زباں رکھنا

(۲) دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف رہے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ربّ کریم نے اسے منع کیا ہے۔ ہمیشہ اس کے پسندیدہ کام ہی کرے۔

(۳) عبادات کا اہتمام کرے خصوصاً فرض نماز کے علاوہ نفل نماز کا بھی اہتمام کرے۔

(۴) قرآن حکیم کی تلاوت کو معمول بنا لے۔

(۵) پوری دنیا میں اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے اپنی قوت اور صلاحیت کو کھپا دے۔





روزہ اور شکر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ بقرہ میں روزے کی فرضیت، اس کا حاصلِ مقصد، تقویٰ، رمضان المبارک میں نزولِ قرآن حکیم کی نعمت، اور پھر اس میں روزے رکھنے اور مسافر یا بیمار کو روزہ چھوڑنے کے بعد دوسرے دنوں میں روزوں کی گنتی پوری کرنے کے تفصیلی احکام دینے کے بعد فرمایا:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (البقرہ:۱۸۵)

”ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا اور نہیں اراداہ کرتا تمہارے ساتھ دشواری کا اور تاکہ تم پورا کرو گنتی کو، اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ جو اس نے ہدایت دی تم کو اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔“

اس طویل مضمون سے یہ پتا چلتا ہے کہ رب کریم کے حکم کے مطابق رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور عذر کی صورت میں دوسرے دن سے گنتی پوری کرنا اللہ کی طرف سے ایک آسانی ہے جو اس امتِ مسلمہ کو خصوصی طور پر ربِّ کریم نے مہیا کی ہے تاکہ یہ امت اپنے رب کی نعمتوں اور دین میں ملنے والی آسانیوں پر اللہ کی شکر گزار رہو۔

روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ روزے میں صبر کرنا، جائز چیزوں کو بھی اللہ کے حکم کی اطاعت میں چھوڑ دینا، بھوکے لوگوں کے لیے خود تجربہ کردہ تکلیف کو محسوس کر کے ان کی ہمدردی کرنا، اپنے آپ کو کم کھانے، کم سونے کا عادی بنانا، ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا ہے۔





حصولِ رزقِ حلال اور شکر

رزقِ حلال تزکیہ نفس اور قبولیتِ اعمال کی بنیادی شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص طویل سفر کر کے مقدس مقام پر پہنچ کر کہتا ہے: اے رب! اے رب! اے رب! لیکن اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے جب کہ اس کا کھانا حرام، لباس اور غذا حرام ہے۔ (مسلم: ۲۳۴۹)

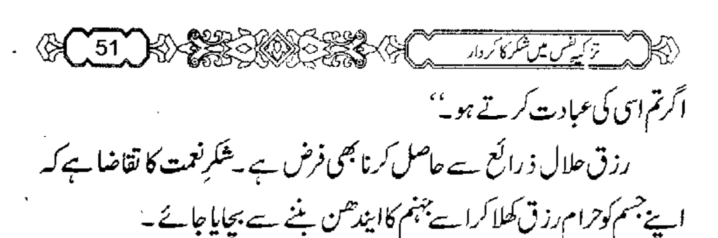
تلاشِ رزق کے لیے حلال ذرائع اختیار کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جو کچھ زمین میں سے پیدا کیا ہے وہ سب اس کے لیے حلال ہے بشرطیکہ وہ پاکیزہ بھی ہو یعنی انسانی طبیعت اسے کھانے سے گھن نہ کرتی ہو۔ البتہ وہ چیزیں جنہیں شریعت نے نام لے کر حرام قرار دیا ان کا کھانا جائز نہیں مثلاً مردار، سور کا گوشت، خون، جس چیز پر کسی غیر اللہ کا نام لیا جائے، درندہ جانور، پنجے سے شکار کر کے کھانے والے پرندے، نشہ آور اشیاء وغیرہ۔

فرمان ہے:

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ.

(البقرہ: ۲:۱۷۲)

"کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیں اور اللہ کا شکر ادا کرو



اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔‘‘

رزق حلال ذرائع سے حاصل کرنا بھی فرض ہے۔شکرِ نعمت کا تقاضا ہے کہ اپنے جسم کو حرام رزق کھلا کر اسے جہنم کا ایندھن بننے سے بچایا جائے۔

❀❀❀❀



انفاق اور شکر

شاکرین کی ایک صفت اللہ کی ہدایات کے مطابق اس کی نعمتوں کا استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مال کے متعلق اہلِ ایمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا. (الفرقان:٦٧)

''اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل، دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسراف اور بخل کی مذمت فرمائی۔ اسراف کا مطلب ہے ضرورت کی جگہ پر ضرورت سے زائد خرچ کرنا نیز حرام امور پر خرچ کرنا، ریا کے لیے خرچ کرنا۔

بخل سے مراد ہے نیکی کے کاموں پر خرچ نہ کرنا نیز اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ضرورت سے زائد مال کو اللوں تللوں میں اڑا دینے کی بجائے ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ، قُلِ الْعَفْوَ. (البقرہ:۲۱۹)

''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں کہہ دیجیے جو بنیادی ضروریات سے بچ رہے۔''

ہر انسان خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس کی بنیادی ضروریات میں (جن کے بغیر زندگی گزارنا ناممکن ہے) کون کون سی اشیاء شامل ہیں اور کون سی اشیاء کا تعلق صرف مادی کرّ وفر سے ہے جب کہ اسلام مادی کرّ وفر کی بجائے لا فانی کرّ وفر کو ترجیح دیتا ہے۔ شاکرین کی ایک صفت یہ بھی ہے:

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا. (الدہر:۸)

''وہ اس کی (اللہ کی) محبت میں مساکین، یتامیٰ، اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

اپنے مال سے اللہ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خرچ کرنا ہی تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ اور اخروی نجات کا ضامن ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. (البقرہ:۳)

''اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یاد رہے کہ رزق میں مال، املاک، صلاحیت، قوت، علم، ذہانت، ہنر اور اولاد سبھی نعمتیں شامل ہیں اور ان سب نعمتوں کا استعمال خالص اللہ کی ہدایات کے مطابق کرنا شاکرین کی صفت ہے۔ انہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ. لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ (الفاطر: ۳۰،۲۹)

''اور جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت سے فائدے کی امید رکھتے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوتی کیوں کہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔''

راہِ حق میں خرچ کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ. (التغابن: ۱۷)

''اگر تم قرض دو اللہ کو قرض اچھا وہ دگنا کرے گا اس (قرض) کو تمہارے لیے اور بخش دے گا تم کو اور اللہ قدردان بردبار ہے۔''





قناعت اور شکر

شکرِ الٰہی کا قلبی اور عملی پہلو قناعت بھی ہے۔ قناعت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جائز کوشش کے ساتھ جو کچھ ملے اس پر خوش رہنا اور اسے کافی سمجھنا اور لوگوں کے پاس جو کچھ بھی ہے اس کا لالچ نہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ فَخُذْمَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ. (الاعراف:۱۴۴)

''اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ تو میرا پیغام پہنچا دے اور مجھ سے ہم کلام ہو پس جو کچھ میں تجھے دوں اسے لے اور اس پر شکر بجالانا۔''

گویا قناعت کا تقاضا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ دیں، اس میں اللہ کا شکر ادا کریں اور اسی پر مطمئن رہیں، مزید کا لالچ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ. (الحجر:۸۸)

''اور اپنی آنکھیں اس کی طرف نہ پھیلا جو ہم نے ان میں سے طرح طرح کے لوگوں کو (دنیاوی) سامان دیا ہے۔''

صفت قناعت سے محروم شخص ناشکری، حسد اور دولت میں اضافے کے لیے

حرام ذرائع اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ جب کہ ایک قانع شخص مال کی کمی کے باوجود مستغنی اور بے نیاز ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: دولت مندی مال واسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ اصلی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے۔

(بخاری:٦٤٤٦۔ مسلم:١٠٥١)

علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ کا درج ذیل فرمان صفت قناعت پیدا کرنے کے سلسلے میں بہترین ضابطہ عطا کرتا ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی جب ایسے شخص کو دیکھے جو مال ودولت جسمانی بناوٹ اور شکل وصورت میں اس سے بہتر ہو (اور اس وجہ سے اس کے دل میں حرص وطمع اور شکایت پیدا ہو) تو اسے چاہئے کہ کسی ایسے کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو (تاکہ بجائے لالچ اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو)۔ (بخاری:٦٤٩٠۔ مسلم:٢٩٦٣)

صفتِ قناعت کی اہمیت اور فضیلت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قانع مسلمانوں کو خوشخبری دی۔

''کامیاب ہوگیا وہ جسے اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی اس کی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ نے اس کو اس پر قانع بنادیا ہے۔''

(مسلم:١٠٥٤، کتاب الزکاۃ)

اسی مفہوم کی حدیث ترمذی (٢٣٤٩) میں بھی ہے۔

❀❀❀❀



شکر اور ایام اللہ سے عبرت پکڑنا

ایام اللہ سے مراد تاریخ کے وہ ادوار اور جغرافیائی طور پر وہ خطے مراد ہیں جن کے باشندوں کی طرف انبیاء بھیجے گئے تاکہ وہ اپنی بدعملیوں سے توبہ کر کے ہدایت کی طرف آجائیں۔ ان میں سے اکثر اقوام ایسی ہیں جنھوں نے اللہ کی ہدایت کا سامان عطا ہونے پر شکر کرنے کی بجائے کفرانِ نعمت اور کفرِ حق کی روش پر اڑ گئے۔ نتیجہ یہ کہ ان پر اللہ کا عذاب آپڑا، ان پر ایسی ہلاکت اور بربادی مسلط کی گئی کہ ان میں سے کوئی نفس نہ بچا چنانچہ ان کے گھر، ان کی بستیاں، اوران کھنڈرات دیگر موجود اقوام کے لیے اور تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خود اس صفتِ شکر پر ابھارنے والے پہلو پر توجہ دلائی ہے۔ فرمایا:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ.

(ابراہیم:۵)

''اللہ کے ایام (تاریخِ امم) کے ذریعے نصیحت حاصل کرو بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے شخص کے لیے نشانیاں ہیں۔''

سابقہ تباہ شدہ قوموں کی تاریخ پڑھنے سے انسان یہ جان جاتا ہے کہ رب

کریم کو کس قماش کے لوگ ناپسند ہیں وہ کون سی بدعملیاں ہیں جو ان قوموں کی تباہی کا باعث بنیں اور دنیا میں ہنستے بستے لوگوں نے اپنے آپ کو جہنم میں جھونک دینے کا سودا کس دھوکے میں آ کر کیا۔

سابقہ امم کے گناہوں پر نظر ڈالیں تو چند بڑے بڑے جرائم درج ذیل نظر آتے ہیں:

☆ شرک: یہ سب قوموں کا مشترکہ اور بنیادی جرم تھا۔
☆ آباء پرستی
☆ نیک اشخاص کی تعریف واحترام میں پرستش کی حد تک غلو
☆ ہم جنس پرستی
☆ ماپ تول کی کمی
☆ فساد فی الارض
☆ مسافروں پر دست درازی
☆ اللہ کی حدود کو پامال کرنا
☆ انبیاء کو قتل کرنا
☆ کتاب اللہ میں ردوبدل کرنا
☆ انبیاء اور شعارِ دینیہ کا مذاق اڑانا

شاکر بندہ بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان تمام گناہوں سے اجتناب کریں۔ رب کریم نے ایک ایسی ہی قوم کے متعلق فرمایا:

وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ. (السبا:۱۹)

''انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا آخر کار ہم نے انہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انہیں بالکل تتر بتر کر ڈالا یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو صابر و شاکر ہو۔''





صبر اور شکر

درج بالا آیت میں صابر اور شاکر کی صفت آئی اور یہ فرمایا گیا ہے کہ صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے ہی امم سابقہ کے واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

آیئے دیکھیں کہ شاکر وصابر کی مولانا مودودی نے کیا تعریف کی ہے:

صبر کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور اچھے اور برے تمام حالات میں بندگی کے رویے پر ثابت قدم رہے جس کا حال یہ نہ ہو کہ اچھا وقت آئے تو اپنی ہستی کو بھول کر اللہ سے باغی اور بندوں کے حق میں ظالم بن جائے اور برا وقت آئے تو دل چھوڑ بیٹھے اور ہر ذلیل حرکت کرنے پر اتر آئے۔

''شکر کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جسے تقدیرِ الٰہی خواہ کتنا ہی اونچا اٹھالے جائے وہ اسے اپنا کمال نہیں بلکہ اللہ کا احسان ہی سمجھتا رہے اور وہ خواہ کتنا ہی نیچے گرا دیا جائے، اس کی نگاہ اپنی محرومیوں کی بجائے ان نعمتوں پر ہی مرکوز رہے جو برے سے برے حالات میں بھی آدمی کو حاصل رہتی ہیں اور خوش حالی وبد حالی دونوں حالتوں میں اس کی زبان اور اس کے دل سے اپنے رب کا شکر ہی ادا

ہوتا ہے۔"(الشوریٰ:۲۳ کی تشریح تفہیم القرآن)

تعلیماتِ اسلامیہ کے مطابق صبر اور شکر دونوں لازم وملزوم ہیں۔صبر انسان کی تمام جبلی اور بہیمی خواہشات کو کھونٹے سے باندھ دینے کا نام ہے۔اس کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکسانے والے تمام داخلی اور خارجی عوامل کو اللہ کے حضور سر بسجود ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔صبر تین قسم کا ہے:

(۱) اللہ کی طرف سے آنے والی مشکلات یا ہنگامی آفات پر صبر کرنا مثلاً اموات، مالی نقصان وغیرہ۔

(۲) لوگوں کی طرف سے ناگوار صورتِ حال پیش آجانے پر صبر کرنا، اسے تحمل بھی کہتے ہیں۔

(۳) اللہ کے دین پر عمل کرتے ہوئے دوسرے لوگوں یا کافروں کی طرف سے مزاحمت یا حملہ یا طعن وتشنیع یا دیگر پیش آنے والے مصائب پر صبر کرنا۔اسے استقامت بھی کہا جاتا ہے۔

صبر اس تکلیف کو برداشت کرنے کا نام ہے جس کا ازالہ اپنے اختیار میں نہ ہو۔اگر پانی سامنے ہو تو پیاسے سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ صبر کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما انعم اللّٰہ تعالیٰ علیٰ عبدٍ نعمةٍ فقالَ: الحمدُ للّٰہِ ، الا کانَ الذی اعطی افضلَ ما اخذ

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور بندہ الحمدللہ کہے تو

اس بندے نے جو چیز دی وہ اس چیز سے افضل تھی جو اس نے لی۔"

(ابن السنی حدیث صحیح بتحقیق امین اللہ پشاوری)

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کا مومن بندہ ہر حال میں صبر و شکر کرے اور دوسرے مسلمان بہن بھائیوں کو بھی صبر کرنا سکھائے چنانچہ سورہ عصر میں جن لوگوں کو خسارے سے بچنے والا کہا گیا ہے ان کی یہ چار صفات بتائی گئیں ہیں: اہل ایمان، عمل صالح کرنے والے، باہم حق کی وصیت کرنے والے، باہم صبر کی وصیت کرنے والے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں مختلف انداز میں آتی ہیں۔ کبھی بہت زیادہ خوشی اور انعام واکرام کی شکل میں اور کبھی مصیبت و آلام کی شکل میں۔ ان دونوں صورتوں میں منعمِ حقیقی کی احسان شناسی اور "شکر" کا تقاضا یہ ہے کہ انسان نہ تو خوشی میں قوم سبا کی طرح حد سے باہر ہو کر اللہ کو بھول جائے اور نہ ہی مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا شروع کر دے۔ مصیبت کی آزمائش کے وقت ناشکری پر مبنی انسانی رویّے کے بھی دو پہلو ہیں۔ ان کا حوالہ ہمیں قرآن مجید کی ان دو آیات میں ملتا ہے۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ. (الفجر:۱۶)

"اب جب اس کو آزماتا ہے یعنی اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ شکایتاً کہتا ہے کہ میرے رب نے میری توہین کی۔"

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ

خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ. (الانعام:٦٣)

''آپ کہیے کون ہے وہ جو تم کو خشکی اور دریا کے ظلمات سے اس حالت میں نجات دیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو، تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے بھی، پھر تم شرک کرنے لگتے ہو۔''

گویا یا تو انسان مصیبت آتے ہی اللہ کے باقی تمام انعامات کو بھول کر ناشکری پر اتر آتا ہے یا اس وقت تو اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے لیکن مصیبت دور ہو جانے پر شرک کرنے لگتا ہے اور اللہ کو بھول جاتا ہے۔

مومن کی زندگی میں صبر پر مبنی شکر کی بہترین تعریف امام الانبیاء ﷺ کی زبانی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

''بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں، اگر اس کو خوشی ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اپنے حکیم وکریم رب کا فیصلہ اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر ہے۔'' (مسلم:۲۹۹۹)

صبر وشکر کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کا کیا گیا یہ وعدہ کیا خوب ہے کہ ''اے فرزندِ آدم اگر تو نے شروع صدمہ میں صبر کیا اور میری رضا اور ثواب کی نیت کی تو

میں راضی نہیں ہوں گا کہ جنت سے کم اور اس کے سوا تجھے کوئی ثواب دیا جائے۔"

(ابن ماجہ:۱۵۹۷۔طبرانی:۷۷۸۸)

صبر کی اس قدر اہمیت کی وجہ سے ہی ہمیں قرآنِ مجید اور احادیث میں مختلف مصیبتوں پر صبر کی صورت میں بڑے اجر وثواب کی خوش خبری ملتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص کو کوئی کانٹا چبھ جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔(بخاری:۵۶۴۱ مسلم:۲۵۷۳)

کسی بھی آزمائش کے موقع پر صبر وشکر اور اس کا کسی سے اظہار نہ کرنا نبوی شیوہ بھی ہے، یعقوب علیہ السلام پر بیٹے کی جدائی جیسی عظیم آزمائش آئی مگر پھر بھی آپ نے کسی سے پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔حالانکہ اس صورتِ حال کے ذمہ دار، ان کے بیٹے، ہر وقت ان کی نگاہوں کے سامنے رہتے تھے۔آپ کا فرمان اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ "میں اپنے رنج وغم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں۔" (یوسف:۸۶)شکر کی پیغمبرانہ شان کا حامل ہے۔





باہمی مشورے سے کام کرنا

فرد معاشرے کی اکائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع بنایا ہے۔تنہا وہ زندگی گزارتا ہے نہ گزار سکتا ہے۔ وہ بہن بھائی، ماں باپ، اولاد، سسرالی، نھیالی، دودھیالی رشتہ داروں میں بٹا ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان تمام رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کے لیے وسیع الظرف ہونا ضروری ہے۔ دنیاوی معاملات میں سے بیشتر ایسے ہیں جن میں کبھی دوسرے کی بات مانی جاتی ہے اور کبھی دوسرے سے منوائی جاتی ہے۔اس حوالے سے عفوودرگزر، تحمل، برداشت اور غصے پر قابو پانے کی صفات پیدا کرنے کے علاوہ دوسروں سے مشورہ لینا اور انہیں حسبِ موقع قبول کر لینے کی عادت بھی ڈالنا ضروری ہے۔

سطورِ سابقہ میں بتایا جا چکا ہے کہ شکر خلافتِ ارضی کا تقاضا بھی ہے لہٰذا شکر گزاری کے حوالے سے انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں کا احترام کرے، ان کے مشوروں کا احترام کرے، تبھی زمین کا نظامِ خلافت درہم برہم ہونے سے بچ سکتا ہے۔فرشتوں کا انسان کے بارے میں یہ اندیشہ بھی اسی صورت میں غلط ثابت ہو سکتا ہے کہ ''انسان جو اس (زمین) میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔'' (البقرہ:۳۰)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ شوریٰ میں شاکرین کی صفات میں سے ایک اہم صفت یہ بیان کی: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (یعنی ان کے امور باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں) بیان کی ہے۔

دوسروں کے مشورے قبول کرنے سے ان کے دل میں اپنے لیے جگہ پیدا ہوتی ہے نیز اپنے کردار میں بھی وسعتِ قلبی پیدا ہوتی ہے۔ ایسا اندازِ شکر انسان کو ایک دوسرے کی عزت کرنا سکھاتا اور خودسری اور خود پسندی ایسی عادتوں کو فنا کر کے راہِ فلاح پر گامزن کر دیتا ہے۔





عفوودرگزر اور شکر

شکر کا ایک اہم پہلو عفوودرگزر بھی ہے۔ دراصل عفوودرگزر، حِلم، غصے پر قابو پانا، معاف کرنا یہ سب صبر ہی کے عناصر ہیں، عفو کا تعلق انسانوں کے شکر سے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے بھی. قرآن مجید میں شاکر کی حیثیت سے متعارف کرائی گئی شخصیت حضرت لقمان کی وصیت کا ایک حصہ عفوودرگزر کی تعلیم پر بھی مشتمل ہے، فرماتے ہیں:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:١٧)

"اور جو تمہیں پہنچے اس کو سہار لو۔ بے شک یہ ہمت والے کاموں میں سے ہے۔"

سورہ شوریٰ میں شاکرین کی صفات کے ضمن میں فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ. (الشوریٰ:٤٣)

"جو صبر کرے اور قصور معاف کردے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

نیز ارشاد ہے:

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۔ (الشوریٰ:٤٠)

"جو درگزر کرے اور (معاملے) کو درست کردے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے۔"

گو اللہ تعالیٰ نے زیادتی کے مطابق بدلہ لینے کی اجازت دی ہے لیکن مستحسن عفو و درگزر ہی کو قرار دیا ہے، عفو اللہ تعالیٰ کی اپنی صفت بھی ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حوالے سے بھی اس صفت کا بار بار تذکرہ کیا ہے اور اپنے بندوں کو بھی اپنے اخلاق میں اس صفت کو زیادہ سے زیادہ سمونے کی ہدایت کی ہے۔

دنیا میں ہمارے مختلف لوگوں کے ساتھ تعلقات ہوتے ہیں۔ اللہ نے مزاج ایک دوسرے سے مختلف بنائے ہیں لہٰذا بعض اوقات ایک دوسرے سے کشیدگی، ناراضگی یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر زیادتی بھی ہو جاتی ہے۔ ایسے مواقع پر بہترین رویہ اور اللہ کی شکر گزاری کا تقاضا معاف کرنا ہے۔ اسلام نے تو اپنے مخالفین سے بھی عفو و درگزر کرنے کا حکم دیا ہے۔

قُلْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (الجاثیہ:۱۴)

”(اے نبی ﷺ) مسلمانوں سے فرما دیجیے کہ جو لوگ اللہ کے دنوں پر یقین نہیں رکھتے، انہیں معاف کر دیا کریں تا کہ اللہ ایسے لوگوں کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ دے۔“

پھر معمولی معمولی باتوں پر اپنے مسلمان بھائی بہنوں سے ناراض ہونا اور کینہ رکھنا اللہ کو کس طرح پسند ہو سکتا ہے۔

❀❀❀❀

احکامِ شریعت میں آسانی ملنے پر شکر

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ کو جو شریعت عطا کی اس کے احکامات انتہائی آسان سادہ، ہر جگہ پر اور ہر شخص کے لیے قابلِ عمل ہے۔

جیسے دنیوی لحاظ سے کسی قسم کے مال و منصب کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ بیمار کے لیے عبادات میں تخفیف رکھی گئی۔ معذور کے لیے احکام و معاملات میں کوئی زبردستی نہیں، بلکہ آسانی کے ساتھ جس قدر ہو سکے دین و شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔

طہارت کے احکام میں تخفیف اور آسانی کا ذکر کرتے ہوئے حکم دیا کہ اگر پانی نہ ملے، یا پانی کے استعمال سے جانی خطرہ لاحق ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا جائے۔ اس کے بعد فرمایا:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ . (المائدہ:٦)

"نہیں ارادہ رکھتا اللہ کہ وہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ اپنے انعام تم پر پورے کر دے تا کہ تم شکر ادا کرو۔"

❀❀❀❀



شکر کے محرکات

انسان کو شکر کرنے پر کون سے امور ابھارتے ہیں۔ ان کے متعلق جاننا ضروری ہے تاکہ ہم صحیح معنوں میں پوری قلبی گہرائی اور رب کریم کے پسندیدہ انداز میں شکر کر سکیں۔

گزشتہ سطور میں جو کچھ بیان ہوا اس سے پتا چلتا ہے کہ شکر دراصل نعمتوں کے حاصل ہونے کا بندے کی طرف سے بدل ہے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اس بدل (شکر) کا محتاج نہیں بلکہ یہ بندے کی اپنی ضرورت ہے۔

کسی بھکاری یا سائل کو تب تک خیرات نہیں ملتی جب تک کہ وہ مانگنے کے موثر اور مہذب طریقے اور الفاظ سے واقف نہ ہو۔ مثلاً چوکھٹ پر چمٹ کر کھڑے ہو جانا، بار بار اپنی حاجت کو مختلف انداز میں بیان کرنا، دینے والے کو دعائیں دینا، اس کے رزق اور دیگر نعمتوں میں اضافے کی دعا پر مشتمل الفاظ بولنا، عاجز بن کر سوال کرنا، خود کو دینے والے کے سامنے ذلیل و حقیر کر دینا، مانگنے کے لیے فقیرانہ حال میں آنا، ایسا وقت یا موقع دیکھ کر آنا جب دینے والا نہ کرنے کی بجائے کچھ نہ کچھ بھکاری کو دے دے اور انکار کرنا اسے کسی بھی وجہ سے اچھا نہ لگے۔

بھکاری کی طرح بندے کو بھی چاہیے کہ وہ نعمت کے مزید حصول اور شکرِ نعمت

کے لیے شرعی طریقوں سے واقف ہو۔ درج ذیل امور انسان کو شکر کرنے پر ابھارتے ہیں:

☆ نعمت کا علم اور اس کی اہمیت کی معرفت حاصل کرنا

☆ جیسے ہوا نعمت ہے لیکن ہوا کیا ہے، کیسے چلتی ہے؟ اس کے ساتھ مزید کون سی نعمتیں منسلک ہیں جب یہ بند ہو جائے تو انسانی زندگی موت سے ہم کنار ہو جاتی ہے۔

☆ کھانا کیسے اگتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کائنات کی کتنی چیزوں کو اس کے تیار کرنے میں مصروفِ عمل کر رکھا ہے؟

اسے تیار کرنے والے ہاتھ، چبانے والا منہ، اور اس کے تمام اعضا، پیٹ اور غذا کو افادیت کا حامل بنانے میں مصروف تمام اعضاء کے متعلق جاننا۔

☆ ایمان کیا ہے؟ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اس سے کیا دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ شخصیت و کردار میں ایمان کی وجہ سے کیا تبدیلی آتی ہے؟ وہ کون ہیں جن کی معرفت ہمیں ایمان کی دولت حاصل ہوئی مثلاً جبرئیل علیہ السلام، کتاب اللہ، نبی اکرم ﷺ اور پھر صحابہ کرام، محدثین و فقہا، والدین کی تربیت، اساتذہ کی محنت وغیرہ۔

☆ والدین اور دیگر اقارب کتنی بڑی نعمت ہیں، ان کی وجہ سے ہمیں کیا کیا معاشرتی تحفظات حاصل ہیں، والدین کو بچوں کی پرورش کرتے دیکھ کر یہ سوچنا کہ مجھے میرے ماں باپ نے بھی اسی طرح مشقت اٹھا کر نوجوانی کی حالت تک پہنچایا ہے اور انہیں اس کام میں مصروف مجھے کسی قابل بنانے کے لیے کتنی جسمانی نفسیاتی اور مالی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

ان سب کے متعلق علم ہوگا تو ہم ایمان جیسی نعمت کا شکر کر سکیں گے۔

(۲) احساسِ نعمت: نعمت کا احساس اپنے اندر پیدا کرنا نعمت کا علم اور اہمیت حاصل کرنے کے بعد کا مرحلہ ہے۔ کیونکہ بے حس آدمی میں شکر کا جذبہ بیدار نہیں ہوسکتا۔

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے لہٰذا نعمتوں کے اضداد مثلاً غور وفکر کو اپنی عادت بنانا چاہیے تاکہ شکر کا جذبہ ابھر سکے۔

☆ بدخلق کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بدخلق نہیں بنایا۔

☆ کافر کو دیکھ کر شکر کرنا کہ اللہ نے مجھے اسلام کی نعمت سے نوازا۔

☆ نادار کو دیکھ کر شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صاحبِ مال بنایا ہے۔

☆ جانور، جمادات وغیرہ کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسانی شکل میں پیدا کیا جو افضل واشرف مخلوق ہے۔

☆ کسی بیمار کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اللہ نے مجھے صحت عطا کی ہے۔

☆ کسی جسمانی معذور کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اس نے مجھے اعضا کی سلامتی عطا کی ہے۔

☆ بیمار آدمی کا کسی لنگڑے یا اندھے کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ ان کے مقابلے میں میری بیماری بہت ہلکے درجے کی ہے۔

☆ مجرموں کی ذلت، بدنامی اور سزا دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے مجرمانہ امور سے دور رکھا ورنہ میرا بھی حشر ایسا ہی ہوتا۔

☆ غلام یا قیدی کو دیکھ کر یہ شکر کرنا کہ اس نے مجھے آزادی کی نعمت سے نوازا ہے۔

☆ چوری ہو جائے تو یہ شکر کرنا کہ فلاں فلاں مال میرے پاس موجود ہے۔

☆ کوئی حادثہ آئے تو شکر کرنا کہ جان تو سلامت ہے۔

☆ کسی قریبی رشتہ دار کی موت ہو جائے تو یہ شکر کرنا کہ وہ دنیا کی تکلیفوں سے نجات پا گیا ہے اور یہ کہ وہ ایمانی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔

☆ آفات میں چاہے کتنی تباہی ہو جائے ۔ یہ شکر کرنا کہ پھر بھی بہت کچھ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ موجود ہے۔

ایک آدمی نے سہل بن سعد رحمہ اللہ سے کہا کہ چور میرے گھر میں داخل ہو گیا اور میرا سامان لے گیا۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ کا شکر ادا کرو، اگر شیطان تمہارے دل میں داخل ہو جاتا اور ایمان بگاڑ دیتا تو پھر تم کیا کر لیتے۔ (منہاج القاصدین از امام ابن جوزی)

☆ اللہ تعالیٰ نے اگر غریبوں، معذوروں، کمزوروں، بیواؤں، یتیموں وغیرہ کی مدد یا کفالت کا ذمہ اٹھانے کی توفیق دے رکھی ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور یہ سمجھنا کہ مجھے جو رزق ملتا ہے اس میں ان سب کے حصے کا بھی رزق شامل ہوتا ہے اللہ نے مجھے ذریعہ بنا کر میرا اجر و ثواب بڑھانے کا ان لوگوں کو ذریعہ بنا دیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے کوئی کام کرنے کا ہنر عطا کیا ہے یا دوسروں کی نسبت اچھا کرنا آتا ہے، یا کمانے کے لیے اچھا پیشہ مہیا کیا ہے تو اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا۔

☆ عبادت کی توفیق ملنے پر اور شکر کی توفیق ملنے پر بھی شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق عطا کی ورنہ میرے اندر کہاں یہ مجال کہ یہ سب کچھ کر سکتا۔



شکر کے فوائد

شکر اللہ کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں میں سے ایک خاص نعمت ہے۔ جس خوش بخت انسان کو یہ نعمت میسر ہو وہ بے چینی، مایوسی، پریشانی کے مہیب بادلوں میں گھرنے سے بچ جاتا ہے۔ آزمائشوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا خیال شکر کی صورت میں روشنی کی کرن بن کر آتا ہے۔

شکر حقیقت میں انسانی مزاج کی بنیادی خوبی ہے۔ اس کے بغیر انسان خواہ مادی ترقیوں کی کتنی ہی بلندیوں پر پہنچ جائے خوشی اور اطمینان سے محروم رہتا ہے۔ اس سے محرومی انسان کو حیوان سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔ اس سے محروم انسان بظاہر حصولِ مسرت و سکون کے لیے کوشش کرتا ہے لیکن قدم قدم پر ناکامیوں کے سانپ اسے ڈستے رہتے ہیں۔

شکر ایک ایسی صفت ہے جس سے انسان کو بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں چنانچہ رب کریم نے فرمایا:

وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ .

(النحل: ۴۰)

"جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے اور جو ناشکری

کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔"

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ. (لقمان:۱۲)

"ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کے شکر گزار رہو، جو کوئی شکر کرے، اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے اور جو کفر کرے تو حقیقت میں اللہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے درج ذیل حدیث میں یہ حقیقت ذہن نشین کرائی کہ بندوں کے عبادت کرنے یا نہ کرنے سے اور شکر کرنے یا نہ کرنے سے اللہ کی بادشاہت اور دیگر صفات میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوتی، وہ کسی کے شکریے کا محتاج نہیں، ہاں انسان اس کا شکر کرنے کے محتاج ہیں، انسان شکر کرکے اپنے لیے ہی اس کی رضا اور اپنے لیے اس کے انعامات کے دروازے کھولتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے بندو! اگر اول سے آخر تک تم سب انس و جن اپنے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہ ہو جائے گا۔ اے میرے بندو! اگر اول سے آخر تک تم سب انس و جن اپنے سب سے زیادہ بدکار شخص کے دل جیسے ہو جاؤ تو میری بادشاہی میں اس سے کوئی کمی نہ ہو جائے گی۔ اگر تمہارے زندہ، فوت شدہ، پہلے اور پچھلے، تر اور خشک، ہر مانگنے والا مجھ سے سب کچھ مانگ لے جس کی وہ تمنا کر سکتا ہے تو اس سے میری بادشاہت

میں اتنی ہی کمی آئے گی جیسے کوئی سمندر کے کنارے پر جائے اور سوئی ڈبو کر نکال لے کیوں کہ میں سخی اور عظمتوں والا ہوں۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اپنے اعمال ہی ہیں جن کا میں تمہارے حساب میں شمار کرتا ہوں پھر ان کی پوری پوری جزا تمہیں دیتا ہوں پس جسے کوئی بھلائی نصیب ہو اسے چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جسے کچھ اور نصیب ہو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔

(مسلم کی ایک طویل حدیث کا آخری حصہ: ٦٥٧)

یعنی خیر و بھلائی کی توفیق اللہ ہی کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس پر رب اکبر کا حق ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے لیکن بھلائی کے علاوہ جو کچھ بھی ملتا ہے وہ سب بندے کی اپنی سوچ تدبیر اور کوشش کا حاصل ہوتا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ خیر سے خالی امور پر خود اپنے آپ کو ملامت کرے اور توبہ و اصلاح کی کوشش کرے اللہ سے خیر طلبی کے نقطے پر اپنی سعی مرکوز کر دے۔

غزوۂ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کے ستر اصحاب شہید ہوئے تھے۔ درے پر مقرر کیے گئے چند تیر اندازوں کی غلطی کی وجہ سے دشمن نے عقب سے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور بھگدڑ مچ گئی، یہ بات مشہور کر دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ شہید کر دیے گئے تو بعض صحابہ ہمت شکستہ ہو گئے۔ اس صورتِ حال کے متعلق درج ذیل آیت نازل فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ

شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (آل عمران:۱۴۴)

''اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول ہی، تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی رسول، کیا پس اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو پھر جاؤ گے تم اپنی ایڑیوں پر اور جو پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز نہیں نقصان پہنچائے گا وہ اللہ کو کچھ بھی اور عن قریب جزا دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاں رسول اللہ ﷺ کی موت واقع ہونے کی حقیقت سے آگاہ فرمایا، وہیں یہ بھی جتا دیا کہ عبادت کے لائق صرف ربِ واحد ہے اگر تمہارے اندر رسول موجود نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سرے سے ایمان ہی کے شرف سے خود کو آزاد کرا لو۔ اور ہاں جو شخص ایمان جیسی نعمت سے روگردانی کرتا ہے تو اس سے ربِ کریم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ وہ ذلیل وحقیر اور بے بس انسان ربِ کریم کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

نعمتِ ایمانی کا حصول اور اس کی حفاظت کی ہر ممکنہ کوشش اور اس کوشش میں جان تک لٹا دینا یہ سب بندے کا اتنا عظیم وجمیل عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شکر نعمت کرنے والوں کو جزا بھی ان شاء اللہ بہت خوب اور بہت جلد عطا کرے گا۔

نعمتوں میں اضافہ:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کرتا ہے، ان کا غلط استعمال کر کے خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا اسے اللہ تعالیٰ مزید عطا کرتے ہیں۔ فرمان ہے:

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. (ابراہیم:۷)

''اور یاد رکھو جب تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔''

یہ حقیقت بھی ہے اور ہم میں سے ہر بندے کا تجربہ بھی کہ جب وہ کسی بھی موجود نعمت کو اللہ کی رضا کے لیے اور اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرتا ہے اس میں ہمیشہ اضافہ اور برکت ہوتی ہے۔

علم والا آدمی اپنے علم کو جب دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے تو یہ علم دن دگنی رات چگنی ترقی کر کے بڑھتا چلا جاتا ہے۔اس علم کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اسے معاشرے میں عزت حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ خیر کے کاموں میں اس علم کو استعمال کرنے کی وجہ سے وہ شخص ایک روز عالمی سطح کا عالم بن کر لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے لگ جاتا ہے۔

جس شخص نے اللہ کے راستے میں اپنا مال حقِ نعمت ادا کرتے ہوئے اسراف و تبذیر کی بجائے فی سبیل اللہ خرچ کیا اس کے مال میں ایسی برکت ہوتی ہے کہ وہ شخص نہ مقروض ہوتا ہے، نہ اس کی کوئی ضرورت رکتی ہے، وہ خرچ کرتا جاتا ہے اور اللہ اسے مزید نوازتا جاتا ہے۔

جس شخص نے اپنی صحت، قوت اور صلاحیتوں کا استعمال ربِّ کریم کی دی

ہوئی ہدایات کے مطابق کیا اس کی صحت عام انسانوں سے بہتر رہتی ہے یہاں تک کہ وہ بیماری کی حالت میں بھی عام تندرست انسان کی نسبت زیادہ پر سکون، چست اور بھلائی کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

جس شخص نے اللہ کی عطا کردہ نعمت اولاد کو رب کا بندہ بنا کر اس کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق طلب کی اس کی اولاد کو اللہ تعالیٰ بندے کے حق میں رحمت بنا دیتا ہے، یہ اولاد اپنے والدین کی فرماں بردار، خدمت گزار اور ادب واحترام کرنے والی ہوتی ہے۔ ایسی اولاد معاشرے میں والدین کے لیے نیک نامی کا باعث بنتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس نیک اولاد کو مزید نیکیوں سے نوازتا چلا جاتا ہے۔

جس شخص نے اپنے اعضا وجوارح کی نعمت کا استعمال رب کریم کی ہدایات کے مطابق کیا، اس کے اعضاء و جوارح کی کارکردگی، صلاحیت اور کام کرنے کی قوت میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے، وہ بڑھاپے میں بھی جوانوں کی نسبت زیادہ نشاط اور چستی سے دین کا کام کرتا ہے لیکن جس بدبخت نے ان کا غلط استعمال کیا، اس کے اعضا جلد اپنی قوت کھو دیتے ہیں، ان کی خوب صورتی اور تروتازگی پر اضمحلال اور ضعف طاری ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کا جسم جلد بیکار ہو کر بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کا چین اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی اس کی مدد اور تیمارداری کے لیے اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔

جس طرح کسی مشین کا استعمال درست طریقِ کار کے مطابق کرنے سے، اور اس کی مناسب دیکھ بھال کرتے رہنے سے اس کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے

، وہ زیادہ دیر تک کام کرتی رہتی ہے، اس کے خراب ہونے اور جلد گھس جانے کا خدشہ نہیں ہوتا، اسی طرح ان نعمتوں کے درست استعمال سے انہیں اخروی زندگی تک کے لیے دوام سے ہم کنار کیا جا سکتا ہے یہاں تک یہ سب نعمتیں اپنی ارفع، اعلیٰ، پائیدار اور کبھی نہ ختم ہونے والی اور ہر روز مزید مزید بڑھتے رہنے کی ضامن جنت میں ایک شاکر انسان ان کے فوائد حاصل کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

رضائے الٰہی کا حصول:

رب کریم کا ارشاد ہے:

وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر:۷)

''اور اگر تم شکر و کرو وہ تم سے راضی ہوگا۔''

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے رب کریم اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے اور اس کے لیے مزید انعامات کے دروازے کھول دیتا ہے جس طرح درست جگہ پر خرچ کرنے والے بچے کو والدین پیسے دیتے ہوئے کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ وہ اس پیسے کا مناسب استعمال کرتا ہے، اسی طرح اللہ اپنے بندے کو خوشی کے ساتھ وہ نعمت عطا کرتا ہے۔

جو بچہ پیسہ ضائع کردے، بازاری، گندی، گھٹیا چیزیں لے کر کھائے یا جوئے میں اڑا دے، گندی سی ڈیز اور فلمیں خریدنے میں خرچ کر دے، اس پیسے کو نشہ آور اشیاء کی خریداری میں لگا دے، ماں باپ اسے کبھی بھی خوش دلی سے پیسے نہیں دیتے، اسے اگر کچھ دیں تو ہمیشہ ہاتھ کھینچ کر دیتے ہیں، اسی طرح جو شخص اپنے

پاس موجود اللہ کی نعمت کو ضائع کر دیتا ہے، اس کا ہدایتِ ربانی کے مطابق استعمال نہیں کرتا، رب کریم اس سے ناراض ہو جاتا ہے، اسے آئندہ وہ مزید نعمت عطا نہیں کرتا اور اگر دے بھی تو اپنے بندے کا اس نعمت کے ساتھ برتاؤ دیکھ کر وہ اپنے بندے پر غصے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صرف وہ بندہ پسند ہے جو نعمت کے استعمال کا درست طریقہ جانتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَاكُلَ الاُكُلَةَ فيحمده عليه ويشرب الشربَةَ فيحمده' عليه

اللہ اس بندے پر راضی ہوتا ہے جو ایک لقمہ کھاتا ہے اس پر اللہ کی تعریف کرتا ہے اور پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی الحمد للہ کہتا ہے۔ (مسلم:۶۹۳۲)

بہترین جزا:

جو خوش قسمت انسان رب کریم کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے اپنے دل سے شکر، اپنی زبان سے شکر اور اپنے عمل سے بھی شکر کا اظہار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی اس کی بہترین جزا کسی نہ کسی صورت میں عطا کرتا ہے مثلاً تندرستی، مزید بھلائی کی توفیق، مال کی فراوانی، علم کا اضافہ، صلاحیتوں میں مزید پختگی، اولاد کی طرف سے سکون، عزت و نیک نامی وغیرہ۔ نیز آخرت میں جو جزا ملے گی اس کے کیا ہی کہنے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ تو خود شاکر اور شکور ہے لہٰذا وہ بندے کو ایسے اجر سے نوازے گا جس کو نہ وہ سوچ سکتا ہے، نہ کبھی اس نے اس اجر کے طور پر ملنے والی

نعمتیں کبھی دیکھی ہیں اور نہ ان کانوں سے کبھی سنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے شاکر بندوں کا نام لے کر بار بار ان کو جزا عطا کرنے کی نوید سنائی ہے، مثلاً فرمایا:

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ . (آل عمران:۱۴۳)

''اور جلد ہی اللہ جزا دے گا شکر کرنے والوں کو۔''

وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ . (آل عمران:۱۴۴)

''اور جلد ہی ہم جزا دیں گے شکر کرنے والوں کو۔''

كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ . (۵۴/۳۵)

''اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں اسے جو شکر کرے۔''

دنیا و آخرت میں عذاب سے بچاؤ:

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی صفت شکر بہت پسند ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندے اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والے اور ان نعمتوں کا اس کی ہدایات کے مطابق استعمال کرنے والے بن جائیں۔ چنانچہ فرمایا:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ . (الزمر:۷)

''اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے لیکن وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو اس (صفت) کو وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کو شکرِ نعمت کرنے والے بندے پسند ہیں لیکن جو لوگ اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کرتے اور ان کا ناجائز اور ممنوع استعمال کرتے ہیں وہ انہیں بالکل پسند نہیں کرتا چنانچہ صدقات اور سود دو صفات کا موازنہ کرتے ہوئے سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے صدقات دینے والوں، راہِ حق میں خرچ کرنے والوں، قرضِ حسنہ دینے والوں، قرض معاف کر دینے والوں کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے بہت سے اجر و بشارات کا ذکر کیا تو حرام کمانے والوں، حرام کھانے والوں، حرام اور خبیث مال دوسروں کو دینے والوں اور سود کا کام کرنے والوں کی مذمت کی، ان سے بیزاری کا اظہار کیا اور پھر آخر میں فرمایا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ. (البقرہ:٢٧٦)

”اللہ تعالیٰ سود کھانے والے کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات دینے والوں (کے مال) کو مزید بڑھاتا ہے اور اللہ ہر ناشکرے اور گناہ کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کی ان پر جب عذاب آیا تو وہ تمام افراد اس عذاب کا لقمہ بن جاتے رہے جنہوں نے ایمان اور بعثتِ انبیاء جیسی عظیم نعمتوں کی قدر شناسی نہ کی بلکہ ناشکری کرتے ہوئے بڑی ڈھٹائی اور گستاخی کے ساتھ انہیں ٹھکرا دیا، ان کا مذاق اڑایا، اور حق سے نفرت کرتے ہوئے دور بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی قوموں میں سے اہل سبا کا

ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ. فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ. ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ. (السبا:۱۵تا۱۷)

''اہل سبا کے لیے ان کے اپنے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی دو باغ دائیں اور بائیں، کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور شکر بجالاؤ اس کا، ملک ہے عمدہ اور پاکیزہ اور پروردگار بخشش کرنے والا ہے، مگر انہوں نے منہ موڑا، آخر کار ہم نے ان پر بند توڑ سیلاب بھیج دیا اور ان کے پچھلے دو باغوں کی جگہ انہیں دو اور باغ دیے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں، یہ تھا ان کے کفر کا بدلہ جو ہم نے ان کو دیا اور ناشکرے انسانوں کے سوا ہم ایسا بدلہ اور کسی کو نہیں دیتے۔''

لوط علیہ السلام کی قوم جو ہم جنس پرستی میں مبتلا تھی اور اس خبیث فعل کو کسی صورت چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھی، انہوں نے لوط علیہ السلام کو طعنے دیے، ان کی دعوت کو ٹھکرایا تو ان پر عذاب آ گیا۔ رب کریم فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ. نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ. (القمر:۳۵)

''تو ہم نے ان پر کنکر بھری ہوا چلائی مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے کہ ہم نے ان کو پچھلی رات ہی بچا لیا اپنے فضل سے، شکر کرنے والوں سے ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔''

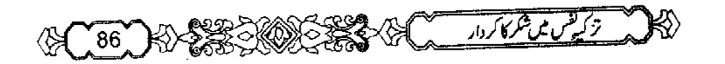
سورہ نساء میں منافقین کی علامات، ان کی عادات اور سزا کے متعلق بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا. مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا.

(النساء:۶ ۱۴۶، ۱۴۷)

''ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کر لیا اور (اللہ کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور خاص اللہ کے حکم بردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو بڑا اجر دے گا۔ اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ قدر شناس اور جاننے والا ہے۔''





انسانوں کا شکر

کسی انسان کا شکرادا کرنے سے مراد ہے، بھلائی کا اعتراف کرنا، اچھائی کے بدلہ میں اچھائی کی تعریف وتحسین کرنا، محبت، دوستی اور ایثار وغم گساری کی فضا کو باہم قائم رکھنا۔

لوگوں کا شکرادا کرنا بسا اوقات بڑے دل گردے کا کام بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسانی معاملہ کی نوعیت اور انسان کے انسان کے ساتھ معاملہ میں فرق ہے۔ بعض اوقات انسان کے حوالے سے اس کا سابقہ برتاؤ اور رویہ، اپنے ساتھ کیا گیا سلوک سب ذہن میں ہوتا ہے جو اس کا شکرادا کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ہمارا دین انسانوں میں افتراق کی بجائے اشتراک کی فضاء پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے باہمی احترام اور اخوت کو فروغ دینے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَمْ یَشْکُرُ النَّاسَ فَلَا یَشْکُرُ اللّٰہَ (ترمذی، کتاب البر والصلۃ: ۱۹۵۴)

''جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نعمت کا تذکرہ کرنا بھی شکر ہے اور تذکرہ نہ کرنا ناشکری، اور جو شخص کم پر شکریہ نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کر سکتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا، جماعت باعثِ برکت اور دھڑے بندی عذاب ہے۔''

(ابن ابی الدنیا بسند صحیح الفوائد، ج دوم، ص:۱۶۲)

قرآن مجید اور احادیث میں شکریہ ادا کرنے کی مختلف صورتوں کا تذکرہ موجود ہے مثلاً سلام کا ہدیہ دینے والے کو بھی حتی المقدور سلام کا بہترین جواب دینے کا حکم دیا گیا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا

''جب تم کو کوئی سلام کرے تو اسے اس سے اچھے الفاظ میں سلام کیا کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔'' (النساء:۸۶)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ معروفٌ فقال لِفَاعلِهِ : جزاکَ اللّٰهُ خَيْرًا فقد اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ. (ترمذی:۲۰۳۵۔ کتاب الاذکار للنووی:۱۸۰)

''جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور وہ بھلائی کرنے والے سے کہہ دے: جزاک اللہ خیراً (اللہ تجھے بہتر جزا دے) تو اس نے تشکر و امتنان کا حق ادا کر دیا۔''

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو کوئی تحفہ دیا تو چاہیے کہ (لینے والا) اس کے بدلے میں تحفہ دے اور

اگر بدلے میں کوئی چیز نہیں پاتا تو اس کا (کم از کم) شکریہ ہی ادا کرے اور اس کی تعریف وتحسین کرے، بلاشبہ جس نے تحسین کی (یعنی اس کی خوبی کا اعتراف کیا) اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا اور جس نے تحسین نہ کی اور (احسان کرنے والے کے احسان کو) چھپایا تو اس نے ناشکری کی، ہاں بغیر کچھ کیے تعریف (محض خوشامد) کرنا سچائی کو جھوٹ کا لباس پہنانے کے مترادف ہے۔

قرآن مجید میں جہاں والدین کے احسانات کی بناء پر ان کا شکر کرنے کی تلقین ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان:۱۴)

''کہ میرا شکر کر، اور اپنے والدین کا۔''

معلوم ہوا کہ انسانی احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بھی یہ حقیقت ذہن سے محو نہیں ہونی چاہیے کہ انسانوں کے دل میں محبت ورحم کے جذبات کی نمو کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اس کا شکر بھی ہمہ وقت فرض ہے اسی لیے کسی انسان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے جزاک اللہ کے کلمات عطا کیے گئے جو بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا شکر:

اللہ تعالیٰ کے بعد روحانی طور پر ہمارے سب سے بڑے محسن نبی اکرم ﷺ ہیں جن کی وساطت سے ہمیں تزکیۂ نفس کے راہنما قواعد عطا ہوئے۔ ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ. (الجمعہ:۲)

''وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک رسول بھیجا جو ان کو آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کے نفسیاتی تزکیہ کی خاطر اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر رکھی تھیں۔ بعض اوقات آپ کی اس حوالے سے فکر مندی اس حد تک پہنچ جاتی کہ اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرمانا پڑتا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا. (الکہف:٦)

''آپؐ ان کے پیچھے اس غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہیں کہ یہ اس تعلیم پر ایمان نہیں لائے۔''

آپ نے بے شمار تکلیفیں اور مصائب جھیلے۔ طائف کے بازاروں میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے، عکاظ کے بازار میں آپؐ پر کسے جانے والے آوازے، طعنے، گالیاں اور الزامات، غزوۂ احد کے روز آپؐ کا گھاٹی میں گرنا اور دانت کا شہید ہو جانا، شعب ابی طالب میں قریش کی طرف سے معاشرتی مقاطعے میں گزارے جانے والے تین سال، وطنِ عزیز سے ہجرت، سب انسانوں کے

تزکیہ نفس کی خاطر عظیم ایثار کی جھلکیاں ہیں۔ ان کے اس احسانِ عظیم کی شکر گزاری ہمارا ایک اہم فرض ہے۔ سورت انفال میں اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ. (الانفال:۲۴)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو حیات بخش ہے۔"

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (الانفال:۲۵،۲۶)

"اور اس حالت کو یاد کرو، جب تم تعداد میں تھوڑے تھے، سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے، اور اس اندیشہ میں رہتے کہ کہیں تم کو لوگ مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار ہو۔ اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق میں جانتے بوجھتے ہوئے خیانت نہ کرو۔"

ان آیات میں اول الذکر رسول اللہ ﷺ کے جس حق کی نشان دہی کر رہی ہے وہ ان کی پکار پر لبیک کہنا ہے جب کہ دوسری اور تیسری آیت میں شکر گزاری کا

ایک پہلو رسول ﷺ کے حقوق میں خیانت نہ کرنا بتایا گیا ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: **لَا تَخُونُوا اللّٰهَ بِتَرْكِ فَرَائِضِهِ وَالرَّسُولَ بِتَرْكِ سُنَّتِهِ.** یعنی "فرائض کو ترک کر کے اللہ کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور سنت ترک کر کے اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو۔"

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے احکامات کی تعمیل شکر گزاری کے تقاضوں کا ایک اہم پہلو ہے۔ ارشادات نبوی ﷺ میں آپؐ کی سنت یعنی آپؐ کے اعمال اور آپؐ کی حدیث یعنی اقوال دونوں شامل ہیں۔ اور تزکیہِ نفس کے حوالے سے ان دونوں کی مکمل اتباع لازمی ہے۔ سنت بظاہر معمولی کاموں میں ہو یا غیر معمولی کاموں میں، رسول اللہ ﷺ کی شکر گزاری یا آپؐ کی محنتوں کی قدر دانی کے حوالے سے یکساں اہم ہے۔

آپؐ کی سنت سے تجاوز کرتے ہوئے دین میں کسی قسم کا اضافہ بدعت کہلاتا ہے۔ (ابوداؤد)

سنت کو چھوڑ کر بدعت کو اپنانا رسولِ اکرم ﷺ کی مساعی کی ناقدری اور ناشکری کے مترادف ہے، اس لیے اس پر دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے۔

الغرض آپ ﷺ کی ہمارے تزکیہ کی خاطر برداشت کی گئی تکلیفوں اور آزمائشوں کی شکر گزاری کا حق تب ہی ادا ہو سکتا ہے جب ہم احادیثِ نبوی ﷺ کے مطالعہ سے سنت کے تمام پہلوؤں کے متعلق علم حاصل کریں اور اپنی زندگی کو سیرتِ طیبہ کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ وبیداللہ التوفیق

والدین کا شکر:

جس طرح اللہ تعالیٰ کے شکر کے ضمن میں شرک سے اجتناب سب سے زیادہ ضروری ہے۔اسی طرح لوگوں کے حوالے سے شکر گزاری کے ضمن میں والدین کے شکر کو اللہ تعالیٰ نے بہت اہمیت دی ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهُ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ. (لقمان:۱۴)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق احسان کی تاکید ہے اس لیے کہ اس کو اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔''

اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ والدین کے احسانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے انسان کو حکم دیتے ہیں:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْ هُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. (بنی اسرائیل:۲۳،۲۴)

''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے کسی اور کی عبادت مت کرا اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے کبھی اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا

اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور دعا کرتے رہنا کہ میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔''

معلوم ہوا کہ والدین کے شکر کا تقاضا ان کے بڑھاپے کو پہنچ جانے پر یا ویسے بھی ان کی ترش روئی، ان کی ڈانٹ ڈپٹ، بظاہر ان کی کسی زیادتی پر اف تک نہ کہنا، ان سے ادب سے بات کرنا، ان کے سامنے ہمیشہ عاجزی اور انکساری اختیار کرنا اور ان کے لیے دعا کرنا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد والدین ہی انسان کے سب سے بڑے محسن ہوتے ہیں جو اپنی بیشتر صلاحیتیں اور توانائیاں اولاد کی پرورش اور تربیت میں صرف کر دیتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے والدین کے سامنے حتی المقدور اطاعت کا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

یاد رہے کہ اللہ کے شکر کا تقاضا، اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے لیکن والدین کے شکر کا تقاضا ان کی عبادت نہیں خدمت اور احترام ہے۔

اطاعت صرف معروف کاموں میں کی جائے گی اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا طاعةَ لِبشرٍ فی معصیة اللّٰه

''اللہ کی نافرمانی میں کسی بشر کی کوئی اطاعت نہیں۔'' (بخاری:۴۵۶۹)

اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت ہی کے ضمن میں یہ بھی فرمایا:

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِمَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ. (لقمان:۱۵)

''اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا کے کاموں میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے اس کے راستے پر چلنا۔''

اس لیے والدین کے بے شمار مسلمہ احسانات کے باوجود شرک میں ان کی اطاعت کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

اہل وعیال کا شکر:

والدین کے بعد سب سے زیادہ قریبی تعلق خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ اور بیوی کا خاوند کے ساتھ ہوتا ہے۔ازدواجی تعلقات میں بعض اوقات ایک دوسرے کے ساتھ زیادتیاں بھی ہوتی ہیں، ایک دوسرے کے مزاج کے خلاف کئی کام ہو جاتے ہیں لیکن شاکرین کی یہ صفت ہے کہ وہ ان باتوں پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کی قدر دانی کرتے ہیں۔

عورتیں فطرتاً جلد باز اور بے سوچے سمجھے بات کرنے والی ہوتی ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی عورتوں کو نصیحت ملاحظہ ہو۔

اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں اپنی پڑوسی سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: ''اپنے اِحسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو۔ عورتوں کو سوال کرنے کے معاملہ میں زیادہ دیر تھی، میں نے عرض کیا: یہ احسان کرنے والوں کی ناشکری کیا

ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک باپ کے یہاں کئی دن تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو شوہر عطا فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے اولاد عطا فرماتا ہے۔ (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو ناشکری کا اظہار کرتے ہوئے غصے کی حالت میں کہہ اٹھتی ہے میں نے تو کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (ادب المفرد بخاری)

معلوم ہوا کہ اگر کبھی شوہر کی جانب سے زیادتی ہو جائے تو اس کے سابقہ احسانات اور محبت پر نظر رکھنا شاکرات کا وصف ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو ناشکری کے کفارے کے لیے زیادہ سے زیادہ صدقہ دینے کا حکم دیا ہے۔

جس طرح عورتوں کے مردوں کے ساتھ ناراضگی کے مواقع پیش آتے ہیں اسی طرح بعض اوقات مرد بھی عورتوں سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایسے مواقع پر عورتوں کی خامیوں کو نظر انداز کرنے اور ان کی اچھائیوں کی قدر دانی کا حکم دیا اور فرمایا:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا. (النساء:۱۹)

"اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

یہ اندازِ شکر انسان کو دور اندیشی اور اپنے فائق پر اعتماد جیسی نعمت عطا کرتا ہے۔

❀❀❀❀



بقائے شکر کے لیے پرہیز

صحت برقرار رکھنے کے لیے جہاں صحت مند غذا وغیرہ کا استعمال ضروری ہے وہیں ان چیزوں سے پرہیز بھی لازم ہے جو صحت کو بگاڑ دیتی ہیں۔

نفس کی صحت، پاکیزگی اور نمو کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ان عادتوں اور رویوں سے پرہیز کریں جو شکر کے جذبات کا ایمانی اثر ختم کرکے اسے تباہ کرکے رکھ دیتے ہیں۔

تکبّر و غرور سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے جرم کا سب سے پہلے ارتکاب کرنے والے شیطان نے ناشکری کا اولین اظہار تکبر و غرور کی صورت میں ہی کیا۔ اس نے آدم علیہ السلام کے مقابلے میں اپنی برتری کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا:

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف:۱۲)

”میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے تو آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔“

یوں اس نے آنِ واحد میں اللہ تعالیٰ کی تمام مہربانیوں کو بھلا دیا۔ جس نے اسے جن ہونے کے باوجود فرشتوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دی، اسے پیدا کرکے اس کی تمام ضروریات کی تکمیل کا بندوبست کیا اور اسے عقل، علم اور فراست

سے نوازا۔ حدیث کے مطابق ''تکبر'' سے مراد حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔ (دیکھیے مسلم، کتاب الایمان)

شیطان نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے حکم کو قبول نہ کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو حقیر سمجھا تھا۔

درحقیقت کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ بار بار ہماری یاددہانی کی خاطر ہم سے ہی دن میں کئی کئی بار کرواتا رہتا ہے۔ روزانہ پانچ نمازوں کی اذانوں میں ۳۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اللہ اکبر کی صورت میں بار بار تذکرہ نماز کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے:

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

''اور اسی کو بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔'' (الجاثیہ:۳۷)

اللہ کے شاکر بندے لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو تکبر کے چند اہم مظاہر سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ. وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ. (لقمان:۱۸،۱۹)

''اور لوگوں سے بے رخی نہ کرو اور زمین پر اترا کر نہ چل (کیونکہ) اللہ تعالیٰ

کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی (اختیار) کر اور (کسی سے بات کرے) تو ہولے سے بول (کیونکہ) بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔''

غور کیا جائے، تو ایک متکبر انسان کے اعمال سے جھلکنے والے تکبر کی اس فرمان میں بہترین تشریح موجود ہے۔ تکبر میں مبتلا انسان کے تکبر کا اولین مظہر لوگوں سے بے رخی برتنا ہی ہوتا ہے۔ وہ انہیں حقیر سمجھتا ہے۔ ان سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے۔ ان کو اپنے برابر بٹھانا پسند نہیں کرتا۔ غرباء کو کم تر خیال کرتا ہے اور تُرش روئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کے چلنے کے انداز میں نمایاں تبدیلی آ جاتی ہے۔ وہ اکڑ کر چلتا ہے اور اپنے آس پاس کی ہر چیز اسے پست معلوم ہوتی ہے، تیسرے مرحلے پر اس کی آواز یا گفتار سے غرور و تکبر جھلکنے لگتا ہے۔ اس کی گفتار رعُونت اور خشونت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے بات کرتے ہوئے اس کا انداز تحکمانہ ہوتا ہے، حالانکہ اس انداز میں بات کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ تحکم کا مستحق صرف اللہ ہی ہے۔ (یوسف:۴۰)

دوسروں کو اپنے سے حقیر یا کم تر خیال کرتے ہوئے ان کو اپنے حکم پر چلانا تکبر و غرور کی علامت اور اللہ کی ناشکری ہے۔ اللہ کے ہاں سب انسان برابر ہیں۔ ایک انسان دوسرے کو امر بالمعروف تو کر سکتا ہے۔ حکم نہیں دے سکتا۔ امر بالمعروف میں بھی انداز وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (الشعراء) اور اپنا بازو مومنوں کے لیے جھکا دے (یعنی عاجزی کا ہونا چاہیے)۔

تکبر سے اجتناب اور انکساری کا اظہار کرنا شاکرین کا بنیادی شعار ہے۔ اسی لیے قرآن مجید اور احادیث میں تکبر کے تمام مظاہر کی جزئیات تک سے اجتناب کی نصیحت کی گئی ہے مثلاً ٹخنوں سے نیچے تہبند یا پاجامہ لٹکانے سے منع کیا گیا کیوں کہ اس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہے۔ سوار کو پیدل چلنے والے شخص کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔

اسی طرح چال سے مترشح ہونے والے تکبر سے اجتناب کا تذکرہ قرآن کئی جگہوں پر کیا گیا ہے۔ سورت فرقان میں شاکرین کی صفات کے ضمن میں بتایا گیا ہے:

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ''وہ زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔''

اونچی ایڑی والا جوتا ہمیشہ سے امراء کا پہناوا چلا آ رہا ہے اور اس سے چال میں فخر کا اظہار ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے اس سے پیدا ہونے والی آواز ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے چنانچہ اس سے بھی منع کر دیا گیا۔ (سورۃ النور)

خواتین کے لباس خصوصی طور پر نمود و نمائش اور فخر و تکبر کے ارادے سے سلوائے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا مندرجہ بالا فرمان اس رویے کی بھی حوصلہ شکنی کرتا ہے کہ جو شخص عمدہ کپڑے پہننے کی استطاعت کے باوجود خاکساری کی وجہ سے نہیں پہنتا تو اللہ قیامت کے دن اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ ایمان کا جو حلّہ اسے پسند ہو لے لے۔

(السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۷۱۸۔ ترمذی: ۲۴۸۱)

فخر و غرور کی بجائے تواضع اور انکساری ہی کا ایک مظہر شاکرین کا وہ عمل ہے

جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورت دہر میں اشارا کیا ہے کہ وہ یتامیٰ اور مساکین کو کھانا کھلا کر نام ونمود، شکر گزاری یا احسان شناسی کے برتاؤ کا حصول نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

لَغْو سے اعراض:

دین کی رو سے دنیا امتحان گاہ ہے نہ کہ عشرت گاہ، اسی لیے اللہ کے شاکر بندے اپنے نفسِ لوّامہ کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے آپ کو امتحان گاہ میں بیٹھا ہوا سمجھتے ہیں۔ انہیں امتحانی پرچے میں دیئے گئے سوالات کے علاوہ اور کسی چیز سے سروکار نہیں ہوتا۔ ان کے سامنے کم وقت اور سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ ذراسی غلطی نہ صرف پیپر کے غلط ہونے کی صورت میں نتیجہ نکلنے کے بعد کی سزا اور رسوائی کا خطرہ ہوتا ہے بلکہ پرچہ حل کرتے ہوئے بھی کسی دوسری طرف متوجہ ہونے پر یا کوئی اور ممنوع کام کرنے پر ممتحن کی سزا کا خطرہ ہوتا ہے اسی لیے وہ لوگ اس دنیا میں اپنے گردوپیش اور نفسِ امّارہ سے مغلوب انسانوں کی لغو حرکتوں سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔

وقت اللہ تعالیٰ کی ایک بیش بہا نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی قدردانی کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے اللہ کے بتائے ہوئے مصارف پر صرف کیا جائے، چنانچہ قرآن مجید میں شاکرین کی صفات میں سے ایک ''لَغْوِیات'' سے اجتناب واعراض بتائی گئی ہے۔ سورۃ فرقان میں مذکور ہے: وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (فرقان: ۷۲)

"وہ جب لغویات سے گزرتے ہیں تو شرفاء کی طرح گزر جاتے ہیں۔"

یعنی نہ تو ان میں شمولیت کرتے ہیں اور نہ ہی ان سے بحث وتمحیص کرتے ہیں۔ انہیں ایسے کاموں سے نفرت ہوتی ہے اوران میں حصہ لینا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کہ لغو میں فضول باتیں، فضول کام اور ایسے تمام امور شامل ہیں جو اخروی فلاح کے حصول کی ضمانت نہ دے سکیں۔

ہمارے اردگرد مصلحت پر مبنی جھوٹ، اصلاحی غیبت، تفریح، ذہنی سکون، آرام، آسائش اور تعلیم کے دل فریب ناموں سے شیطان نے بے شمار لغویات بکھیر رکھی ہیں، ان سے بچنا اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک اہم تقاضا ہے، شاکرین کو ایسی تمام لغویات ناپسند ہوتی ہیں، اسی لیے سورۃ غاشیہ میں اہل جنت کے لیے ایک نعمت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً (الغاشیہ:١١)

"آپ اس میں لغو نہیں سنیں گے"۔

نیز ارشادِ نبویؐ ہے:

مِن حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه

"آدمی کے اسلام کا حسن لایعنی امور کو ترک کر دینا ہے۔" (ابن ماجہ:٣٩٧٦)

جاہلوں سے اعراض:

لغو سے اعراض ہی کا ایک پہلو جہلاء سے اعراض بھی ہے۔ یاد رہے کہ جہلا

سے مراد اَن پڑھ ہی نہیں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اس مقصدِ حیات کے علم سے محروم ہیں۔ جن کی نشان دہی اللہ کا یہ ارشاد کرتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ یعنی جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے۔ (الذاریات: ۵۶) یہی نہیں بلکہ وہ اپنی اس لاعلمی اور جہالت کو دور کرنے پر آمادہ بھی نہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ گفتگو، بحث و تمحیص، ضیاعِ وقت کے مترادف ہے۔ سورۃ فرقان میں شاکرین کی صفت بیان کی گئی ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان: ٦٣)

''جب جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔''

حق سے روگردانی کرنے والے بدقسمت لوگ جب قبولِ حق پر آمادہ نہیں ہوتے تو حق کی تلقین کرنے والے کے ساتھ گستاخی پر اتر آتے ہیں۔ اس دور میں بھی حق کی تلقین کرنے والوں کو مُلّا، مُلّانے، رجعت پسند، بنیاد پرست، مودودیئے، وہابی، گلابی وہابی وغیرہ نام دینے والوں کی کمی نہیں، ایسے لوگ اگر حکمت سے قائل ہوسکیں تو ٹھیک ورنہ اللہ تعالیٰ کی دی گئی صلاحیتیں اور وقت اتنا سستا نہیں کہ انہیں ایسی بنجر زمین پر برباد کیا جائے۔

یہاں لفظ قَالُوا سَلَامًا ایک انتہائی لطیف حکمت بیان کررہا ہے کہ شاکرین کا کام جاہلوں کے طعن و تشنیع سن کر نفسِ امّارہ کے جھانسے میں آتے ہوئے ان کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا نہیں بلکہ ان کے لیے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعا کرنا ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا اسوہ کیسا

بہترین ہے جنہیں طائف کے بازار میں اوباش جاہل لڑکے پتھر مارتے رہے لیکن آپؐ قَالُوْا سَلٰمًا کی بہترین عملی تفسیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے لیے دعا ہی کرتے رہے۔ سورت قصص میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق جن سے انسان اپنی سی کوشش کر دیکھے اس کے باوجود جہالت اور گستاخی پر ہی اڑے رہیں۔ فرمایا گیا ہے:

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ. (القصص:۵۵)

''اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں کہتے ہیں بھائی ہمارے لیے ہمارے اعمال، تمہارے لیے تمہارے اعمال، سلام ہے تم کو، ہم جاہلوں کے منہ نہیں لگتے۔''

یاد رہے کہ ایسے حالات میں جاہلوں سے اعراض کرتے ہوئے ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر لامحالہ پیدا ہوگا کہ اس نے اپنی مہربانی سے ہمیں لغو باتوں میں شامل ہونے سے بچنے کی سوجھ بوجھ دی۔

غصے پر قابو پانا:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور نصیحت کی درخواست کی۔ تو آپؐ نے فرمایا: لَاتَغْضَبْ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے دوبارہ نصیحت کی درخواست کی۔ آپؐ نے پھر یہی نصیحت کی، اس کے سہ بارہ درخواست کرنے پر اسے یہی نصیحت کی لَاتَغْضَبْ ''غصہ نہ کیا کر''۔ (بخاری)

آپؐ کا تین بار یہی نصیحت کرنا شاکرین کے حق میں غصے کے انتہائی برے

اور ناپسندیدہ ہونے کا آئینہ دار ہے۔ ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسرے کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔" (مسلم: ۲۶۰۹۔ بخاری: ۶۱۱۴)

غصہ اخلاقِ رذیلہ میں سرِ فہرست ہے۔ یہ انسان کے ہوش و حواس کو بری طرح جکڑ لیتا ہے۔ حدیث کے مطابق غصہ دلانے کا سبب شیطان بنتا ہے۔ جب کہ شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا.
شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۲۷)

سابقہ سطور میں گزر چکا ہے کہ شیطان نے اللہ کے بندوں کو بھی ناشکرا بنانے کا عزم کیا تھا۔ چنانچہ اس ہدف کی تکمیل کے لیے غصہ اس کا ایک تیز ترین ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے وہ آسانی سے انسان کو ہوش و حواس سے عاری کر کے اپنی مرضی کے مطابق ناشکری کروالیتا ہے۔ غصے میں انسان، انسان کی بھی ناشکری کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ کی ناشکری کا بھی، اس لیے غصے کی آگ کو وضو اور غسل کے ذریعے بجھانے کی تلقین کی گئی ہے، اہلِ ایمان کی ایک صفت یہ بھی بتائی گئی ہے

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (الشوریٰ: ۳۷)

"جب غصہ آتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔"

شریعتِ الٰہی سے انحراف سے بچنا:

دین و شریعت اللہ تعالیٰ کے اس قانون کا نام ہے جو اس نے قیامت تک کے لیے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا ہے اور فرمایا ہے:

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (آل عمران:۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

رب کریم کے احسانات کے شکر اور قدرِ نعمت کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے عطا کردہ دین کے مطابق اپنی زندگی کے تمام امور سرانجام دیں۔ شریعت سے انحراف کی کئی صورتیں ہیں مثلاً

☆ قرآن وسنت کے احکام کے خلاف چلنا

☆ قرآن حکیم اور سنتِ نبوی ﷺ میں تحریف کرنا

☆ قرآن وسنت کی تشریح اور تعبیر کرتے ہوئے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کی راہ سے ہٹ جانا

☆ قرآن حکیم کی آیات اور سنتِ نبوی کا مذاق اڑانا اور ان کی تحقیر کرنا

☆ قرآن وسنت کے بیان کردہ حلال اور حرام کی بجائے لوگوں کے یا اپنی طرف سے طے کردہ حلال اور حرام امور کی پابندی کرنا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ. وَ مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ. (یونس:۵۹،۶۰)

''اے نبی! ان سے کہو تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لیے اتارا تھا اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا لیا، ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے اس کی اجازت لے رکھی ہے؟ یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو، جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا کیا گمان ہے کہ قیامت کے روز ان کا کیا معاملہ ہوگا؟ اللہ تو لوگوں پر مہربانی کی نظر رکھتا ہے مگر ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔''

کفار کی دوستی:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا. اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا. (النساء:۱۴۴تا۱۴۷)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق مت بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دو؟ یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے البتہ جو ان میں سے تائب ہو جائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کو مضبوطی سے

تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر لیں ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور اللہ ضرور مومنوں کو اجرِ عظیم عطا کرے گا، اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر کرتے رہو اور ایمان اختیار کرو، اللہ بڑا قدر دان اور سب کے حال سے واقف ہے۔"

اللہ رب العزت کا حق ہے اسے ایک تسلیم کیا جائے اور اس کی ذات کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ایک مسلمان لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے ہر ماسوا سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کی جلالتِ شان کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی گستاخی کرنے والوں سے بھی مکمل قطعِ تعلق اختیار کیا جائے۔

وہ خالق تنہا مالک ہے اور اپنی تمام صفات کے ساتھ معبود ہے تو پھر اس کی صفات میں کسی دوسرے کو شامل کرنا جرمِ عظیم ہے۔

اس کے شکر و سپاس کا تقاضا تبھی پورا ہو سکتا ہے جب ہم درج ذیل قسم کے لوگوں سے بیزاری، دشمنی، علیحدگی، اور ان کے خلاف ہر قسم کی پیش قدمی اختیار کریں گے۔

☆ رب کریم کی ذاتِ واحد کا انکار کرنے والے

☆ اس کی کسی صفت میں یا بہت سی صفات میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانے والے

☆ اس ذاتِ واحد کے مقابلے میں کسی اور کو الٰہ بنا لینے والے

☆ اس کے دین اور دین کے شعائر نیز انبیاء و ملائکہ اور احکامِ قرآنی کو مذاق کا نشانہ بنانے والے۔

بد بخت ناشکرے لوگ

رب کریم کی عطا کردہ نعمتوں اور احکامِ شریعت میں دی ہوئی آسانیوں، نیز گناہوں کے بعد توبہ کے دروازے کھلے رکھنے کے عظیم احسانات کا حق تو یہ ہے کہ انسان کے دل کا ہر گوشہ، جسم کا ہر عضو اور خیالات کی ہر لہر اس کی حمد و تشکر کے کلمات دہراتا رہے...... اور کتنا بد بخت ہے وہ انسان جو رب کریم کی عبودیت کا اعتراف نہیں کرتا اور شکر کی بجائے ناشکری کی کانٹوں بھری راہ پر چل نکلتا ہے۔ رب کریم نے درج ذیل آیات میں شکر گزار بندوں اور ناشکرے لوگوں کی نفسیات کا ذکر کرتے ہوئے دونوں کا رویہ یوں بتایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ. وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ. (لقمان:۳۱،۳۲)

کیا تم دیکھتے نہیں کہ کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے بہتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔ اور جب سمندر میں ان لوگوں پر ایک موج

سائبان کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اپنے دین کو بالکل اسی کے لیے خالص کر کے پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کوئی اقتصاد برتتا ہے اور ہماری نشانیوں کا انکار نہیں کرتے مگر ہر وہ شخص جو غدار (ختار) ناشکرا (کفور) ہے۔'' سورہ شوریٰ میں فرمایا:

اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ. فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ. (الشوریٰ:۴۷،۴۸)

''تم اپنے رب کا حکم مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آ پہنچے جس کے لیے اللہ کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا، نہ تمہیں اس روز کوئی پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارے میں (اللہ سے) کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا۔ پس اگر یہ لوگ (سن کر بھی) اعراض کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو صرف حکم کا پہنچا دینا ہے اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت (عنایت) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر ایسے لوگوں پر ان کے اعمال کے بدلے میں جو وہ پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہوتے ہیں کوئی مصیبت پڑتی ہے تو آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے۔''





شکر جنت میں بھی

جنت ایک ایسا مقام ہے جہاں اہل ایمان کے لیے ہر قسم کی راحت، آسانی اور تفریح کا سامان خود خالقِ کائنات نے تیار کیا ہے۔

جنت میں کوئی بھی فعل ایسا نہیں ہوگا جس میں مشقت، پریشانی یا غم شامل ہو، چنانچہ وہاں جس طرح بھوک، پیاس، حصولِ رزق کے لیے مشقت اور جسمانی عوارض نہیں ہوں گے، وہاں نفرت، کینہ، حسد، تکبر، بخیلی، لالچ بھی دلوں سے ختم کردیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ جنت میں اہلِ ایمان سے کسی مشقت والی عبادت کا مطالبہ نہیں کرے گا اور نہ ہی صبر، قناعت، زہد وغیرہ جیسی صفات جو دنیا میں مومن کے ایمان کا اصل جوہر ہیں ان کی کوئی ضرورت باقی رہے گی البتہ شکرِ نعمت جنت میں بھی ہوگا۔ اہلِ ایمان ہر نعمت کے استعمال پر شکر کریں گے اور ہر ملاقات پر رب کریم کی تعریف کریں گے۔ غرض جنت میں شکر اور حمد کی عبادت اپنے پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوگی۔

رب کریم نے اہلِ جنت کے اسی اندازِ تشکر کے متعلق فرمایا:

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ (السبا:۳۴)

❀❀❀❀

توفیقِ شکر کی طلب اور دعائیں

انسان اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی بھی نیک کام نہیں کرسکتا اسی لیے رب کریم نے شکر جیسی نفس کو پاکیزگی دینے والی صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ. (الاحقاف:۱۵،۱۶)

''اور جب ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کا دودھ چھوڑنا اڑھائی برس میں ہوتا ہے یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور ان کا شکر گزار

ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح فرما، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔''

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں شکر جیسی اعلیٰ قلبی صفت اور عملی رویے کے حصول کے لیے دعاؤں کے الفاظ بھی عطا کیے۔

نبی مکرم ﷺ کثرت سے درج ذیل دعا مانگا کرتے تھے جو صفت شکر کے تحفظ اور تکبر سے بچاؤ کا بہترین علاج ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

''اے اللہ مجھے شکر کرنے والا، صبر کرنے والا بنا دے اور مجھے اپنی نگاہوں میں چھوٹا اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا بنا دے۔'' (مسند بزار بحوالہ الدعوات الماثورات از محمد عاشور)

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

''اے ہمارے رب ہماری، اپنے ذکر (شکر باللسان) اپنے شکر (شکر بالقلب) اور حسنِ عبادت (شکر بالعمل) کے حوالے سے اعانت فرما۔'' (ابوداؤد:۱۵۲۲)

رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَکَّارًا لَّکَ ذَکَّارًا لَّکَ رَھَّابًا لَّکَ مِطْوَاعًا لَّکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُّنِیْبًا .

اے رب ہمیں اپنے لیے شکر کرنے والا ، ذکر کرنے والا ، ڈرنے والا ، اطاعت کرنے والا ، عاجزی کرنے والا ، رونے دھونے والا اور رجوع کرنے والا بنا دے۔ (ابوداؤد:۱۵۱۰)

مطبوعاتِ مشربہ علم وحکمت

- غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم
- طاؤس ورباب
- اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار
- نام اور القاب قرآن و سنت کی روشنی میں
- تصویر ایک فتنہ
- ٹی وی گھر میں کیوں؟
- حدود کی حکمت نفاذ، تقاضے، قتلِ غیرت
- معمولی چیزوں کا لین دین
- صلہ رحمی اور اس کے عملی پہلو
- سحری، افطاری اور افطاریاں
- صحافت اور اس کا اخلاقی اقدار
- خوابوں کی دنیا
- فطرانہ
- رنگ اور رنگینیاں

12345678903

مشربہ علم وحکمت
0321-4213089
کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور
مشربہ علم حکمت
0321-4609092